بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

جلد 73

شمارہ 43-44

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

20-27ربیع الثانی 1446 ہجری قمری ● 24-31/اخاء 1403 ہجری شمسی ● 24-31/اکتوبر2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

لَا یَبۡعَثُ اللّٰہُ مَنۡ یَّمُوۡتُ ؕ بَلٰی وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ○

﴿سورہ النحل: آیت ۳۹﴾

ترجمہ: اللہ اسے پھر کبھی نہیں اٹھائے گا جو مرجائے گا۔ کیوں نہیں! یہ ایسا وعدہ ہے جسے پورا کرنا اس پر واجب ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/اکتوبر 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

لاکھوں مقدسوں کی شہادت موجود ہے اور پھر انھوں نے اپنی عملی حالت سے بتادیا ہے
اورخونِ دل سے یہ شہادت لکھ دی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے
اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے، تو وہ بے وقوف ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ خدا نہیں ہے تو یہ بڑی بے ہودہ بات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نادانی اور بے وقوفی نہیں ہے جو خدا کا انکار کیا جاوے۔ دنیا میں دو گواہوں کے کہنے سے عدالت ڈگری دے دیتی ہے۔ چند گواہوں کے بیان پر جان جیسی عزیز چیز کے خلاف عدالت فتویٰ دے دیتی ہے اور پھانسی پر لٹکا دیتی ہے، حالانکہ شہادتوں میں جعل اور سازش کا اندیشہ ہی نہیں یقین ہوتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق ہزاروں لاکھوں انسانوں نے جو اپنی قوم میں اور ملک میں مسلّم راستباز، نیک چلن تھے شہادت دی ہو، اس کو کافی نہ سمجھا جاوے۔ اس سے بڑھ کر حماقت اور ہٹ دھرمی کیا ہوگی کہ لاکھوں مقدسوں کی شہادت موجود ہے اور پھر انھوں نے اپنی عملی حالت سے بتا دیا ہے اور خونِ دل سے یہ شہادت لکھ دی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے، اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ بے وقوف ہے اور پھر عجیب تو یہ بات ہے کہ کسی معاملہ میں رائے دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم ہو۔ جس شخص کو علم ہی نہیں، وہ رائے دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ رائے زنی کرے تو کیا وہ احمق اور بے وقوف نہ کہلائے گا؟ ضرور کہلائے گا، بلکہ دوسرے دانشمند اس کو شرمندہ کریں گے کہ احمق جبکہ تجھے کچھ واقفیت ہی نہیں تو پھر تو رائے کس طرح دیتا ہے۔ اس طرح پر جو خدا کی نسبت کہتے ہیں کہ نہیں ہے، ان کا کیا حق ہے کہ وہ رائے دیں جبکہ الٰہیات کا علم ہی ان کو نہیں ہے اور انہوں نے کبھی مجاہدہ ہی نہیں کیا ہے۔

ہاں ان کو یہ کہنے کا حق ہوسکتا تھا اگر وہ ایک خدا پرست کے کہنے کے موافق تلاش حق میں قدم اٹھاتے اور خدا کو ڈھونڈتے۔ پھر اگر ان کو خدا نہ ملتا تو بے شک کہہ دیتے کہ خدا نہیں ہے لیکن جب کہ انہوں نے کوئی کوشش اور مجاہدہ نہیں کیا ہے تو ان کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔ غرض خدا کا وجود ہے اور وہ ایک ایسی شے ہے کہ جس قدر اس پر ایمان بڑھتا جاوے، اسی قدر قوت ملتی جاتی ہے اور وہ نہاں در نہاں ہستی نظر آنے لگتی ہے یہاں تک کہ کھلے کھلے طور پر اس کو دیکھ لیتا ہے اور پھر یہ قوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی ایک بات ہے جس کی تلاش دنیا کو ہونا چاہیے، مگر آج دنیا میں یہ قوتیں نہیں رہی ہیں۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 43، ایڈیشن 2018، قادیان)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبل بُت پر اپنی چھڑی ماری اور وہ گِر کر ٹوٹ گیا تو ایک صحابیؓ نے ابوسفیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
ابوسفیان! تمہیں یاد ہے اُحد کے دن تم نے کتنے غرور میں یہ نعرہ لگایا تھا کہ اُعۡلُ ھُبُلۡ۔ اُعۡلُ ھُبُلۡ

الٰہی سلسلوں کی ترقی میں شیطان خواہ کس قدر روڑے اٹکائے اور کتنے ہی منصوبے کرے
آخر میں خدا تعالیٰ کے نبی ہی جیتتے ہیں

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ کیوں کہا گیا ہے کہ وہ مَالِكُ ہے
یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ وہ مَلِكُ یعنی بادشاہ ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 57-58 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے جب یہ ساعۃ آگئی تو اُس دن خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہوجائیگی اور شرک اور کفر دنیا سے مٹ جائیگا۔ چنانچہ دیکھ لو فتح مکہ کے بعد خدا کا وہ گھر جسے حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے خدائے واحد کی پرستش کے لئے بنایا تھا اور جسے بعد میں اُن کی گمراہ اولاد نے تین سو ساٹھ بتوں سے بھر دیا تھا کس طرح بتوں سے خالی کیا گیا اور کس طرح ایک ایک بُت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بیت اللہ سے باہر پھینک دیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک بُت پر سونٹی مارتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا۔ یعنی حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل تو ہے ہی بھاگ جانے والا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بڑے بُت ہبل پر اپنی چھڑی ماری اور وہ گِر کر ٹوٹ گیا تو ایک صحابیؓ نے ابوسفیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ابوسفیان! تمہیں یاد ہے اُحد کے دن تم نے کتنے غرور میں یہ نعرہ لگایا تھا کہ اُعۡلُ ھُبُلۡ۔ اُعۡلُ ھُبُلۡ یعنی ہبل کی شان بلند ہو ہبل کی شان بلند ہو۔ آج دیکھ لو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہبل کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان کھسیانا ہو کر بولا بھائی یہ باتیں جانے بھی دو۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوتا تو آج ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ کبھی نہ ہوتا۔ اب تو ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ خدائے واحد کے سوا اَور کوئی خدا نہیں۔ غرض اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ کی پیشگوئی اُس روز بڑی شان سے پوری ہوئی اور عرب کے ایک سرے سے لیکر اُس کے دوسرے سرے تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آوازیں گونجنے لگیں۔

پھر فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زکوٰۃ دینا، محتاجوں کو دودھ پلانا

{2633} حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بدوی آیا۔ اس نے آپؐ سے ہجرت کی نسبت پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: ہجرت کا معاملہ تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ اُونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کسی کو دودھ پینے کے لئے بھی جانور دیتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا ان اُونٹوں کو پانی پلاتے وقت دوہتے ہو (اور محتاجوں کو ان کا دودھ پلاتے ہو؟) اُس نے کہا جی ہاں۔ تب آپؐ نے فرمایا: پھر تم سمندروں سے پار رَہ کر بھی عمل کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا ثواب دینے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کرے گا۔

اناج اگانے اور کھانے کیلئے زمین بغیر اجرت کے دینا

{2634} حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی زمین کی طرف گئے جس میں کھیتی لہلہا رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کس کی ہے؟ تو لوگوں نے کہا فلاں شخص نے یہ زمین پٹہ پر لی ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر زمین کا مالک اس زمین کو اسے یونہی دے دیتا تو یہ اس کیلئے بہتر ہوتا بہ نسبت اس کے کہ وہ اس پر مقررہ لگان لیتا۔

(صحیح البخاری، جلد 4، کتاب الہبہ)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 04/اکتوبر 2024 (مکمل متن)

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

نماز جنازہ حاضر وغائب، وصایا، اعلانات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ تم لوگوں کو خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جو خلیفہ وقت کہتا ہے اس کی باتوں پہ عمل کرنے کی کوشش کرو
یہ نہیں ہے کہ جو باتیں مرضی کی ہوئیں ان پہ عمل کر لیا اور جو مرضی کی باتیں نہ ہوئیں اس کی تاویلیں پیش کرنے لگ جاؤ،
جو الفاظ ہیں ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے
اسی سے تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہے

اپنے عیسائی دوستوں کو جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے قائل ہیں انہیں بتایا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے بزرگ نبی تھے جو وفات پا گئے
اور آپؑ کی آمد ثانی حضرت مرزا غلام احمدؑ کی صورت میں ہوئی ہے جو مسیح موعود اور امام مہدی ہیں

اپنے دوستوں کو بتائیں کہ احمدیت امن اور محبت کا پیغام ہے
مذہب دل کا معاملہ ہے جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے نہ کرے

ان کو سمجھاؤ کہ جو چیز تمہیں اچھی لگتی ہے تم پہنتی ہو اور جو چیز مجھے اچھی لگتی ہے مَیں پہنتی ہوں
ان سے کہو کہ میں اسلام کو ماننے والی لڑکی ہوں اور اسلام میں لڑکیوں کے لیے ایک ڈریس کوڈ (dress code) بھی ہے
جب تم تیرہ، چودہ، پندرہ سال کی عمر میں جوان ہو جاؤ تب پردہ اور حجاب لازمی ہوتا ہے، لیکن ابھی کم از کم سر ڈھانکنا اور حیا کا اظہار کرنا ضروری ہے
لڑکیوں کو چاہیے کہ حیا کا اظہار کریں

ان سے کہو ہم انسان ہیں ہمیں آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہیے، یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کس نے کیا لباس پہنا ہوا ہے
یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا دل کتنا صاف ہے، ہم ایک دوسرے کا کتنا خیال رکھتے ہیں، ہم کس طرح ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھتے ہیں
ہم کس طرح ایک دوسرے کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہیں، یہ اصل چیز ہے جو انسان کا کام ہے

جنازہ سامنے اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حمد، درود شریف کے علاوہ
فوت ہوئے شخص کے لیے، اس کے لواحقین کے لئے اور اپنے لیے بھی دعا کر سکیں

اللہ تعالیٰ نے ہم پہ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کر سکیں، دن کے مختلف وقتوں میں ہمارے سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کی معافی مانگ سکیں

جو بھی تمہارے سے مانگتا ہے تم اگر دیکھو کہ غریب ہے اور تمہارا اس کو پیسے دینے کا دل چاہتا ہے تو بے شک دے دو
لیکن زیادہ بہتر طریقہ یہی ہے کہ جو charities ہیں ان کو پیسے دو
عیسائیوں کی چیریٹیز بھی ہیں جن میں جماعت ان کو دیتی ہے، ان کو پتا ہوتا ہے کہ ہم نے کہاں خرچ کرنا ہے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ 22/جنوری 2023ء کو ناصرات الاحمدیہ جرمنی کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ مسجد بیت السبوح فرانکفرٹ جرمنی سے ناصرات نے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات میں ۱۰ تا ۱۲ سال کی عمر کی ۶۱۴ ناصرات کو شرکت کرنے کی سعادت ملی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع جرمن اور اردو ترجمہ سے ہوا جس کے بعد ایک نظم پیش کی گئی۔

اس کے بعد مختلف امور پر ناصرات کو حضور انور سے سوال کرنے کا موقع ملا۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اگر کسی نے جلدی سکول جانا ہو تو کیا صبح ۶ بجے فجر کی نماز ادا کی جا سکتی ہے جبکہ فجر کی نماز کا وقت ۷ بجے شروع ہوتا ہو؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر فجر کا وقت صبح ۷ بجے شروع ہوتا ہے تو اس سے پہلے نماز نہیں ادا کی جا سکتی۔ لیکن جونہی وقت شروع ہو جائے تو بس، گاڑی یا ٹرین میں نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ خلافت سے محبت کے اظہار کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ تم لوگوں کو خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو خلیفہ وقت کہتا ہے اس کی باتوں پہ عمل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں ہے کہ جو باتیں مرضی کی ہوئیں ان پہ عمل کر لیا اور جو مرضی کی باتیں نہ ہوئیں ان کو کہہ دیا کہ نہیں یہ تو اس طرح نہیں اس طرح ہونا چاہیے، یا اس کی تاویلیں پیش کرنے لگ جاؤ، تشریحیں کرنے لگ جاؤ۔ عہدے دار بھی اور دوسرے لوگ بھی بعض دفعہ اپنی مرضی کی باتیں کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کہا تھا، یہ نہیں کہا تھا۔ جو الفاظ ہیں ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی سے تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

ایک ناصرہ نے عرض کی کہ جب اس کے غیر احمدی جرمن دوست گھر آتے ہیں تو وہ وہاں موجود حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کی تصاویر کے متعلق اکثر سوال کرتے ہیں۔ اس ناصرہ نے سوال کیا کہ وہ اپنے دوستوں کے سامنے خلفاء کی اہمیت کو کس طرح واضح کر سکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسے یہ موقع حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کو اپنے جرمن دوستوں کے سامنے متعارف کروانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اپنے عیسائی دوستوں کو جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے قائل ہیں انہیں بتایا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے بزرگ نبی تھے جو وفات پا گئے اور آپؑ کی آمد ثانی حضرت مرزا غلام احمدؑ کی صورت میں ہوئی ہے جو مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ آپؑ حقیقی اسلام کی تبلیغ کرنے آئے اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور آپ کے بعد نظام خلافت جاری ہوا۔

حضور انور نے نصیحت کی کہ وہ اپنے دوستوں کو بتائے کہ فریم میں لگی تصاویر خلفائے کرام کی ہیں اور احمدیت امن اور محبت کا پیغام ہے۔ مذہب دل کا معاملہ ہے جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے نہ کرے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ حضور نے کبھی فرشتوں سے ملاقات کی ہے اور اس بارے میں ہمیں کچھ بتا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا فرشتے ناصرات یا تمہاری طرح کوئی فزیکل باڈیز ہیں جو سامنے آ کر بیٹھ جائیں اور ملاقاتیں کرنے لگ جائیں؟

فرشتہ کیا ہے؟ فرشتہ تو جہاں موجود ہے وہیں اپنی جگہ پر رہتا ہے اور جو نیک خیالات اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے، یا کشف، رؤیا، الہام یا نبیوں کو وحی ہو وہ فرشتوں کے ذریعہ سے پہنچ جاتی ہے۔ کہیں ایسا موقع آ جائے جہاں اللہ تعالیٰ ضرورت محسوس کرے تو فرشتے کی تمثیل پیش کر کے وہاں فرشتہ رکھ دیتا ہے لیکن وہاں بھی فرشتہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ یہ نہیں ہے کہ فرشتہ وہاں سے اٹھ کر آ گیا اور آسمان پہ جگہ خالی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ فرشتے آسمان

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ۔

اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے!! جلد حساب لینے والے!!! تُو لشکروں کو شکست دے دے۔ اے اللہ! ان کو شکست دے دے اور ان کے خلاف ہماری مدد کر

''ایک دن حملہ اتنا شدید ہوگیا کہ مسلمانوں کی بعض نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: خدا کفار کو سزا دے انہوں نے ہماری نمازیں ضائع کیں...... اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر ایک بہت بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ترین چیز آپ کے لیے خدا تعالیٰ کی عبادت تھی'' (حضرت مصلح موعودؓ)

''ان خطرناک ایام میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پانچوں نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے تھے اور اگر ایک دن دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے آپ اپنے ربّ کا نام اطمینان اور آرام سے اپنے وقت پر نہ لے سکے تو آپ کو شدید تکلیف پہنچی''

حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جب میں کفار کے لشکر کی خبر لینے روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے بدن میں سردی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ بلکہ میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا ایک گرم حمام میں سے گزر رہا ہوں اور میری گھبراہٹ بالکل جاتی رہی

کفار کے راہِ فرار اختیار کرنے پر ''آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ ہماری کسی کوشش یا طاقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ محض خدا کے فضل کی وجہ سے ہے جس نے اپنے دم سے احزاب کو پسپا کر دیا''

دنیا کے حالات جیسا کہ آپ کو پتہ ہے دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں۔ تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ امریکہ اور بڑی طاقتیں انصاف سے کام لینا نہیں چاہتیں۔ جنگ وسیع ہوتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں اور معصوموں کو اس کے خوفناک اور بداثرات سے بچائے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہمیں بڑھنا ہوگا اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ اس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے

پاکستان میں احمدیوں کے بھی حالات کافی زیادہ خراب ہورہے ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا کریں

بنگلہ دیش کے احمدیوں کے حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ ان لوگوں پر بھی بڑی سختیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم اور فضل فرمائے

غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان
نیز دنیا کے حالات اور پاکستان و بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04/اکتوبر 2024ء بمطابق 04/اخاء 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

خطبات میں آجکل جنگِ احزاب کا ذکر ہو رہا ہے۔ جنگِ احزاب کی مزید تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ جب مشرکین کو خندق عبور کرنے کے باوجود کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے اتحاد کیا کہ وہ سب صبح کو حملہ کریں گے کوئی پیچھے نہیں رہے گا۔ ساری رات وہ تیاری کرتے رہے اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خندق پر آ گئے۔ مشرکین نے ہر طرف سے خندق کو گھیر لیا اور ایک لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس میں خالد بن ولید تھے۔ خندق کو بار بار عبور کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ سخت تیر اندازی کا مقابلہ ہوا۔ کفار مسلمانوں کی طرف سے کسی بھی غفلت کے منتظر رہے کہ کہیں موقع ملے تو وہ خندق عبور کریں اور یہ حملے اور کوششیں وقفے وقفے سے ہوتی رہیں۔ اسی موقع پر وحشی بن حرب نے طفیل بن نعمانؓ کو اور بعض نے کہا ہے طفیل بن مالک بن نعمان انصاریؓ کو اپنا چھوٹا نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ کو بھی ایک تیر لگا جس سے وہ زخمی ہوئے اور اسی زخم کی وجہ سے کچھ دنوں کے بعد ان کی شہادت ہوئی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 380 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 345 مطبوعہ دار السلام)

اور یہی وہ دن تھا کہ جس روز مسلمانوں کے لیے نماز بھی اپنے وقت پر پڑھنا مشکل ہوگیا۔ اس دن کی مسلسل مصروفیت اور بار بار کے حملوں کی وجہ سے جو واقعات بیان ہوئے، معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے راوی ان باتوں کو صحیح طرح محفوظ نہیں رکھ سکے اور کچھ عرصہ بعد مضمون یہ بن گیا کہ اس دن مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت نہ ظہر کی نماز ادا کر سکے اور نہ عصر کی نماز ادا کر سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ اور یہ نمازیں سورج غروب ہونے کے بعد ادا کی گئیں۔ عموماً ایک قصہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

بعض مؤرخین نے تو یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس بھیجا تاکہ مسلمان ظہر اور عصر کی نماز ادا کر سکیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دن بہت سخت دن تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمان مسلسل حملوں کی زد میں تھے لیکن ایسا بھی نہیں کہ یہ سب اور بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی نماز نہ پڑھ سکے ہوں۔ سخت دن تو تھے لیکن اتنا نہیں تھا کہ نمازیں بالکل نہ پڑھ سکے ہوں۔ اس دن بھی نمازیں تو ادا کرتے رہے لیکن ایک مسلسل خوف اور پریشانی کے عالم میں یہ نمازیں ادا ہوئیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے وقت حملوں میں اتنی شدت آئی کہ عصر کی نماز ادا کرنے میں مشکل پیش آئی ہو گی اور وہ تنگ وقت میں پڑھی گئی ہو گی۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ''اس دن مسلمانوں کی ساری نمازیں وقت پر ادا نہیں ہوسکیں۔ یہ درست نہیں ہے۔'' یہ کہا جاتا ہے کہ نمازیں ادا نہیں ہو سکیں۔ یہ درست نہیں ہے'' بلکہ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے بات صرف یہ ہوئی تھی کہ چونکہ اس

وقت تک صلوٰۃِ خوف شروع نہیں ہوئی تھی اس لیے بوجہ مسلسل خطرے اور مصروفیت کے صرف ایک نماز یعنی عصر بے وقت ہوگئی تھی جو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھی گئی۔اور بعض روایات کی رو سے صرف ظہر وعصر کی نماز بے وقت ادا ہوئی تھی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 588)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو بیان فرمایا ہے۔لکھا ہے کہ

’’ایک دن حملہ اتنا شدید ہوگیا کہ مسلمانوں کی بعض نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: خدا کفار کو سزا دے انہوں نے ہماری نمازیں ضائع کیں ......اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر ایک بہت بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ترین چیز آپ کے لیے خدا تعالیٰ کی عبادت تھی جبکہ دشمن چاروں طرف سے مدینہ کو گھیرے ہوئے تھا۔جبکہ مدینہ کے مرد تو الگ رہے ان عورتوں اور بچوں کی جانیں بھی خطرہ میں تھیں۔جب ہر وقت مدینہ کے لوگوں کا دل دھڑک رہا تھا کہ دشمن کسی طرف سے مدینہ کے اندر داخل نہ ہوجائے اس وقت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اپنے وقت پر عمدگی کے ساتھ ادا ہو جائے۔‘‘یعنی انتہائی خوف کی حالت میں بھی آپ کی خواہش تھی تو صرف یہ کہ عبادت نہ کہیں ضائع ہو جائے۔’’مسلمانوں کی عبادت یہودیوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح ہفتہ میں کسی ایک دن نہیں ہوا کرتی بلکہ مسلمانوں کی عبادت دن رات میں پانچ دفعہ ہوتی ہے۔ایسے خطرناک وقت میں تو دن میں ایک دفعہ بھی نماز ادا کرنا انسان کے لئے مشکل ہے چہ جائیکہ پانچ وقت اور پھر عمدگی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جائے۔مگر ان خطرناک ایام میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پانچوں نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے تھے اور اگر ایک دن دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے آپ اپنے ربّ کا نام اطمینان اور آرام سے اپنے وقت پر نہ لے سکے تو آپ کو شدید تکلیف پہنچی۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن،انوار العلوم جلد 20 صفحہ 273-274)

اس زمانے کے حَکَم و عَدَل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام روایات کو جن میں ان نمازوں کو رات کے وقت ادا کرنے کا ذکر ہے ضعیف قرار دیتے ہوئے صرف ایک روایت کو درست قرار دیا ہے جس میں عصر کی نماز معمول سے تنگ وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ جنگ خندق میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا کرنے پر ایک پادری کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:’’باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں اس احمقانہ وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو۔اس لیے اس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں۔‘‘یہ تو ٹھیک ہے کہ ہوسکتی ہیں لیکن کہیں کسی معتبر حدیث میں ذکر نہیں ہے کہ چار نمازیں جمع ہوئی ہوں’’بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں کہ’’اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرہ بٹھا کر پوچھتے‘‘ کہ آپ نے کہاں سے لے لی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مخالف کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں تم میرے سامنے ہوتے تو میں تمہیں پوچھتا کہ کس طرح کہاں سے تم نے یہ روایت لے لی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں’’کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں۔چار نمازیں تو خود شرع کی رو سے جمع ہوسکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔اور مغرب اور عشاء۔ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو ردّ کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی۔‘‘

(نور القرآن نمبر 2،روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 390)

بہرحال یہ واضح ہے کہ تمام دن کی نمازیں جمع نہیں کی گئیں بلکہ تنگ وقت میں عصر پڑھی گئی تھی،تھوڑا وقت تھا اس کا اور اس کا افسوس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا کہ صحیح طریق پر آرام سے نماز ادا نہیں کی گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ○

(البقرہ:10)

ترجمہ:وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

جنگِ احزاب کی تفصیل میں مزید لکھا ہے کہ جنگِ خندق مسلمانوں کے لیے اعصاب شکن جنگ تھی۔جنگی خوف کے علاوہ بھوک اور موسم کی شدت بھی عروج پر تھی۔کئی کئی وقت کے فاقے کرنے پڑ رہے تھے۔اس دوران ایک غیبی مدد یوں ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک مسلح دستہ جو کہ اپنے ایک عزیز کی تدفین کے لیے جا رہا تھا اس کو بیس اونٹ غلہ سے لدے ہوئے ملے جو کہ بنوقریظہ کی طرف سے سامانِ رسد کے طور پر قریش مکہ کی طرف جا رہے تھے۔یہ راشن حُیَی بن اَخْطَب کی سفارش اور خصوصی کوشش سے بھیجے جا رہے تھے۔ایک چھوٹی سی جھڑپ کے بعد یہ سارے اونٹ انہوں نے اپنے قبضہ میں کر لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔اہلِ خندق نے اس میں سے کھایا اور ان اونٹوں میں سے کچھ اونٹ ذبح کیے اور کچھ باقی رہ گئے جو مسلمان جنگ کے اختتام پر مدینہ لے گئے۔قریشی سپہ سالار ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا حُیَی کتنا منحوس ثابت ہوا۔اب جب ہم واپس جائیں گے تو اپنا سامان لادنے کے لیے کوئی جانور بھی ہمارے پاس نہیں۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 382 دار الکتب العلمیۃ بیروت)جنگ کی حالت میں یہ جائز تھا۔جس طرح انہوں نے گھیرا ہوا تھا۔اس میں اگر انہوں نے ان کے راشن پر قبضہ کیا تو بالکل جائز بات تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احزاب کے خلاف بددعا کرنے کا بھی ذکر یوں ملتا ہے۔حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر منگل اور بدھ ظہر اور عصر کے درمیان تشریف لائے اور اپنے اوپر کی چادر رکھ دی اور کھڑے ہو کر ہاتھ بلند کیے۔احزاب پر بددعا کی۔حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں خوشی پہچان لی۔عبداللہ بن اُبَی بن اَوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب پر بددعا کی۔ابونُعَیم نے اضافہ کیا ہے۔یہ زائد بات اس میں بتائی ہے کہ آپؐ نے انتظار کیا جب سورج کا زوال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو!تم دشمن سے مڈھ بھیڑ کی تمنا نہ کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اگر تمہاری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو پھر صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے۔

پھر فرمایا:اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ،اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ۔اے اللہ!کتاب نازل کرنے والے!!جلد حساب لینے والے!!!تُو لشکروں کو شکست دے دے۔اے اللہ!ان کو شکست دے دے اور ان کے خلاف ہماری مدد کر۔

ایک روایت میں یہ دعا بھی مذکور ہے کہ اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَنْشُدُكَ عَھْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰھُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ۔اے اللہ!میں تجھے تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دیتا ہوں اے اللہ!اگر تُو چاہے تو تیری یہ عبادت نہ کی جائے۔

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا:یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!کلیجے منہ کو آ گئے ہیں۔بہت بری حالت ہوگئی ہے۔کیا ہمارے کہنے کے لیے کچھ کلمات ہیں یا ایسی دعا سکھائیں کہ ہم کوئی دعا کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔تم کہو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا۔اے اللہ!ہمارے عیب ڈھانپ دے اور ہمارے خوف دور فرما دے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ’’بعض مسلمان گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ!حالات نہایت خطرناک ہو گئے ہیں۔اب بظاہر مدینہ کے بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔آپ اِس وقت خدا تعالیٰ سے خاص طور پر دعا کریں اور ہمیں بھی کوئی دعا سکھلائیں جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل ہم پر نازل ہو۔آپؐ نے فرمایا تم لوگ گھبراؤ نہیں۔تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ تمہاری کمزوریوں پر وہ پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور گھبراہٹ کو دور فرمائے اور پھر آپ نے خود بھی اس طرح دعا فرمائی کہ

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ۔

اور اسی طرح یہ دعا فرمائی۔

یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ

اِکْشِفْ ھَمِّیْ وَ غَمِّیْ وَ کَرْبِیْ

فَاِنَّكَ تَرٰی مَا نَزَلَ بِیْ وَ بِاَصْحَابِیْ۔

اے اللہ!جس نے قرآن کریم مجھ پر نازل کیا ہے،جو بہت جلدی اپنے بندوں سے حساب لے سکتا ہے یہ گروہ جو جمع ہو کر آئے ہیں اِن کو شکست دے۔اے اللہ!میں پھر عرض کرتا ہوں کہ تُو انہیں شکست دے اور ہمیں

ارشاد باری تعالیٰ

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ○(البقرہ:10)

ترجمہ:ان کے دلوں میں بیماری ہے۔پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔

اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

طالبِ دعا : سید عارف احمد،والد ووالدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ،قادیان)

اِن پر غلبہ دے اور ان کے ارادوں کو متزلزل کردے۔ اے دردمندوں کی دعا سننے والے! اے گھبراہٹ میں مبتلا لوگوں کی پکار کا جواب دینے والے!''

اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے دردمندوں کی دعا سننے والے! اے گھبراہٹ میں مبتلا لوگوں کی پکار کا جواب دینے والے! ''میرے غم اور میری فکر اور میری گھبراہٹ کو دور کر کیونکہ تو ان مصائب کو جانتا ہے جو مجھے اور میرے ساتھیوں کو درپیش ہیں۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 275)

تاریخ میں لکھا ہے کہ جنگ اسی طرح اپنے عروج کی طرف پہنچ چکی تھی اور قریش مکہ اور ان کے حلیف قبائل اب طویل محاصرے سے تنگ آچکے تھے اور جلد سے جلد کوئی حتمی وار کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کی جلدی میں تھے کیونکہ حربی نکتہ نظر سے جس طرح مسلمان چاروں طرف سے محصور تھے اور بنو قریظہ جیسے ان کے حلیف مدینہ کے اندر موجود تھے یہ تمام عوامل کفار کی امیدوں اور حوصلوں کو بڑھانے کے لیے کافی تھے اور اب یہ چاہتے تھے کہ ہم سب مل کر ایک ہی دفعہ ہلّہ بول دیں اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں۔ کفار کے سردار یہ حکمتِ عملی طے کررہے تھے کہ تدبیر کُنندہ یعنی بندہ تدبیر کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی تدبیر کیا تھی تقدیر کُنندہ کہ تقدیر اس پر ہنستی ہے کہ دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والی ہوں یعنی اس کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اور پھر تقدیر کُنندہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک غیبی مدد کا آغاز فرمادیا۔

اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ''ایک شخص نُعَیم بن مسعود جو قبائل غطفان کی شاخ قبیلہ اَشْجَع سے تعلق رکھتا تھا جو اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے مدینہ میں پہنچ گیا۔ یہ شخص دل میں مسلمان ہو چکا تھا مگر ابھی تک کفار کو اس کے مسلمان ہونے کی اطلاع نہیں تھی۔ اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے کمال ہوشیاری سے ایسی تدبیر اختیار کی جس سے کفار میں پھوٹ پیدا ہو گئی۔ سب سے پہلے نُعَیم بن مسعود قبیلہ بنو قریظہ کے پاس گیا۔ اور چونکہ ان کے ساتھ اس کے پرانے تعلقات تھے وہ ان کے رؤساء سے مل کر کہنے لگا کہ میرے خیال میں تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدعہدی کرکے قریش و غطفان کے ساتھ مل گئے ہو۔ قریش و غطفان تو یہاں مدینہ میں صرف چند دن کے مہمان ہیں مگر تم لوگوں نے بہرحال یہاں رہنا ہے کیونکہ تمہارا یہ وطن ہے اور یہاں مسلمانوں کے ساتھ ہی تمہارا واسطہ پڑنا ہے اور تم یہ یاد رکھو کہ قریش وغیرہ یہاں سے جاتے ہوئے تمہارا کوئی خیال نہیں کریں گے اور تمہیں یونہی مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ پس تم کم از کم ایسا کرو کہ قریش و غطفان سے کہو کہ بطور یرغمال کے اپنے کچھ آدمی تمہارے حوالے کر دیں تا کہ تمہیں اطمینان رہے کہ تمہارے ساتھ کوئی غداری نہیں ہوگی۔ رؤساء بنو قریظہ کو نُعَیم کی یہ بات سمجھ آگئی اور وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ قریش سے یرغمالوں کا مطالبہ کریں تا کہ بعد میں انہیں کسی مصیبت کا سامنا نہ ہو۔ اس کے بعد نُعَیم بن مسعود قریش کے رؤساء کی طرف گیا اور جا کر کہنے لگا کہ بنو قریظہ خائف ہیں کہ کہیں تمہارے چلے جانے کے بعد انہیں کسی مصیبت کا سامنا نہ ہو۔ اس لئے وہ تمہارے اس اتحاد میں متزلزل ہو رہے ہیں اور یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ بطور ضمانت کے تم سے چند یرغمالوں کا مطالبہ کریں۔ مگر تم ان کو ہرگز یرغمال نہ دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے غداری کر کے تمہارے یرغمال مسلمانوں کے حوالہ کر دیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اس نے اپنے قبیلہ غطفان کے پاس جا کر اسی قسم کی باتیں کیں۔ اب خدا کی طرف سے اتفاق ایسا ہوا کہ قریش و غطفان پہلے سے ہی یہ تجویز کر رہے تھے کہ مسلمانوں پر پھر ایک متحدہ حملہ کیا جاوے اور یہ حملہ شہر کے چاروں اطراف میں ایک ہی وقت میں کیا جاوے تا کہ مسلمان اپنی قلت تعداد کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہ کر سکیں اور کسی نہ کسی جگہ سے ان کی ''لائن ٹوٹ جائے اور'' لائن ٹوٹ کر حملہ آوروں کو راستہ دے دے۔ اس ارادے کے ماتحت انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ''محاصرہ لمبا ہو رہا ہے اور لوگ تنگ آ رہے ہیں۔ پس ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ سب قبائل مل کر کل کے دن ایک متحدہ حملہ مسلمانوں پر کریں۔ اس لیے تم بھی کل کے حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ بنو قریظہ نے جن کے ساتھ نُعَیم بن مسعود کی پہلے سے بات ہو چکی تھی یہ جواب دیا کہ کل تو ہمارا سبت کا دن ہے اس لیے ہم معذور ہیں اور ویسے بھی جب تک آپ لوگ اس ضمانت کے طور پر کہ آپ کی طرف سے بعد میں ہمارے ساتھ غداری نہیں ہوگی اپنے کچھ آدمی ہمارے حوالے نہ کر دیں ہم اس حملہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جب قریش و غطفان کو بنو قریظہ کا یہ جواب گیا تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ واقعی نُعَیم نے سچ کہا ہے کہ بنو قریظہ ہماری غداری پر تلے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف جب بنو قریظہ کو قریش و غطفان کا یہ جواب گیا کہ ہم یرغمال نہیں دیتے۔ تم نے مدد کو آنا ہے تو ویسے آؤ تو بنو قریظہ نے کہا کہ واقعی نُعَیم نے ہمیں ٹھیک مشورہ دیا تھا کہ قریش و غطفان کی نیت بخیر نہیں ہے اور اس طرح نُعَیم کی حسن تدبیر سے کفار کے کیمپ میں انشقاق و اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔'' دونوں ایک دوسرے سے مشکوک ہو گئے۔ ''یہ وہ تدبیر ہے جو نُعَیم نے اختیار کی مگر نُعَیم کا یہ کمال ہے کہ اس نے ایسے نازک مشن کی ادائیگی میں بھی حتی الوسع کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہیں نکالی جو معین طور پر کذب بیانی کے نام سے موسوم کی جاسکے۔ باقی لطائف الحیل کے طور پر کوئی '' حیلہ اختیار کیا کوئی '' تدبیر اختیار کرنا یا کوئی ایسا داؤ چلنا جس سے انسان دشمن کے شر سے محفوظ ہو سکے سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے بلکہ جنگی فن کا ایک نہایت مفید حصہ ہے جس سے ظالم دشمن کو خائب و خاسر کرنے اور بے جا کشت وخون کے سلسلے کو روکنے میں بہت مدد لی جا سکتی ہے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 591-593)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ''کچھ دن بعد دونوں فریق کا یہ فیصلہ کیا کہ ایک وقت مقررہ پر یہودیوں اور مشرکوں کے لشکر یکدم مسلمانوں پر حملہ کر دیں مگر اس وقت اللہ تعالیٰ کی تائید ایک عجیب طرح ظاہر ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ نُعَیم نامی ایک شخص غطفان کے قبیلہ کا دل میں مسلمان تھا۔ یہ شخص بھی کفار کے ساتھ آیا ہوا تھا لیکن اس بات کی انتظار میں تھا کہ اگر مجھے کوئی موقع ملے تو میں مسلمانوں کی مدد کروں۔ اکیلا انسان کر ہی کیا سکتا ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ یہود بھی کفار سے مل گئے ہیں اور اب بظاہر مسلمانوں کی حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تو ان حالات سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ بہرحال مجھے اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ چنانچہ جب یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں فریق مل کر ایک دن حملہ کریں تو وہ بنو قریظہ کے پاس گیا اور ان کے رؤساء سے کہا کہ اگر عربوں کا لشکر بھاگ جائے تو بتاؤ مسلمان تمہارے ساتھ کیا کریں گے؟ تم مسلمانوں کے معاہد ہو اور معاہدہ کر کے اس کے توڑنے کے نتیجہ میں جو سزا تم کو ملے گی اس کا قیاس کر لو۔ ان کے دل کچھ ڈرے اور انہوں نے پوچھا پھر ہم کیا کریں؟ نُعَیم نے کہا جب عرب مشترکہ حملہ کے لئے تم سے خواہش کریں تو تم مشرکین سے مطالبہ کرو کہ وہ اپنے ستر آدمی ہمارے پاس یرغمال کے طور پر بھیج دو۔ وہ ہمارے قلعوں کی حفاظت کریں گے اور ہم مدینہ کے پچھواڑے سے اس پر حملہ کر دیں گے۔'' یعنی مسلمان پر۔ ''پھر وہ وہاں سے ہٹ کر مشرکین کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ یہ یہود تو مدینہ کے رہنے والے ہیں اگر عین موقع پر یہ تم سے غداری کریں تو پھر کیا کرو گے؟ اگر یہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے اور اپنے جرم کو معاف کروانے کے لیے تم سے تمہارے آدمی بطور یرغمال مانگیں اور ان کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں تو پھر تم کیا کرو گے؟ تمہیں چاہیے کہ ان کا امتحان لے لو کہ آیا وہ پکے رہتے ہیں یا نہیں اور جلد ہی ان کو اپنے ساتھ باقاعدہ حملہ کرنے کی دعوت دو۔ کفار کے سرداروں نے اس مشورہ کو صحیح سمجھتے ہوئے دوسرے دن یہود کو پیغام بھیجا کہ ہم ایک اجتماعی حملہ کرنا چاہتے ہیں تم بھی اپنی فوجوں سمیت کل حملہ کر دو۔ بنو قریظہ نے کہا کہ اوّل تو کل ہمارا سبت کا دن ہے'' اور سبت کے دن ہم حملہ نہیں کرتے'' اس لیے ہم اس دن لڑائی نہیں کر سکتے۔ دوسرے ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں اور تم باہر کے۔ اگر تم لوگ لڑائی چھوڑ کر چلے جاؤ تو ہمارا کیا بنے گا۔ اس لئے آپ لوگ ہمیں ستر آدمی یرغمال کے طور پر دیں گے تب ہم لڑائی میں شامل ہوں گے۔ کفار کے دل میں چونکہ پہلے سے شبہ پیدا ہو چکا تھا انہوں نے ان کے اس مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تمہارا ہمارے ساتھ اتحاد سچا تھا تو اس قسم کے مطالبہ کے کوئی معنی نہیں۔ اِس واقعہ سے اُدھر یہود کے دلوں میں شبہات پیدا ہونے لگے اِدھر کفار کے دلوں میں شبہات پیدا ہونے لگے اور جیسا کہ قاعدہ ہے جب شبہات دل میں پیدا ہو جاتے ہیں تو بہادری کی روح بھی ختم ہو جاتی ہے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 280 تا 281)

پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایک رات مسلمانوں کے حق میں تیز آندھی کی صورت میں بھی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے احزاب کو یا مختلف قبائل کو، مشرکین کو، حملہ آوروں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے اور ابن اسحاق نے اسے یوں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سخت سردی کی رات میں ایسے زور کی آندھی بھیجی جس نے کفار کی ہانڈیوں کو پلٹ دیا اور برتن پھینک دیئے۔ بلاذری نے لکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کے خلاف مسلمانوں کی آندھی کے ذریعہ مدد کی۔ یہ زرد آندھی تھی اس نے ان کی آنکھیں بھر دیں۔ ان میں کمزوری اور بزدلی داخل کر دی اور مشرکین پسپا ہو گئے اور اپنے پڑاؤ کی جگہ چلے گئے اور ہوا ان پر چلتی رہی اور ان کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا۔ ان کی آنکھوں کو چھوڑ دیا تو وہ لوٹ گئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 386-387 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں بیان کی ہے کہ ''ممکن ہے کہ نُعَیم بن مسعود کی اس امن پسند کوشش کا نتیجہ ضائع چلا جاتا اور ایک عارضی لغزش و تزلزل کے بعد کفار میں پھر اتحاد و ثبات کی روح پیدا ہو جاتی مگر خدا کی طرف سے ایسا اتفاق ہوا کہ ان واقعات کے بعد رات کو ایک نہایت سخت آندھی چلی جس نے کفار کے وسیع کیمپ میں جو ایک کھلی جگہ میں واقع تھا ایک خطرناک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ خیمے اکھڑ گئے۔ قناتوں کے پردے ٹوٹ ٹوٹ کر اڑ گئے۔ ہنڈیاں الٹ الٹ کر چولہوں میں گر گئیں اور ریت اور کنکر کی بارش نے لوگوں کے کانوں اور آنکھوں اور نتھنوں کو بھر دیا اور پھر سب سے بڑھ کر غضب یہ ہوا کہ وہ قومی آگیں جو عرب کے قدیم دستور کے مطابق رات کے وقت نہایت التزام کے ساتھ روشن رکھی جاتی تھیں اِدھر اُدھر خس و خاشاک کی طرح اڑ کر بجھنے لگ گئیں۔'' ان کا ان آگوں پر بڑا اعتقاد تھا کہ یہ بجھنے نہ پائیں۔ ''ان مناظر نے کفار کے وہم پرست قلوب کو جو پہلے ہی محاصرہ کی تکلیف دہ طول اور اتحادیوں کی باہمی بے اعتمادی کے تلخ تجربے سے متزلزل ہو رہے تھے ایک ایسا دھکا لگایا کہ پھر وہ سنبھل نہ سکے اور صبح سے پہلے پہلے مدینہ کا افق لشکرِ کفار کے گرد و غبار سے صاف ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ جب اس آندھی کا زور ہوا تو ابوسفیان نے اپنے آس پاس کے قریشی رؤساء کو بلا کر کہا کہ ہماری مشکلات بہت بڑھ رہی ہیں اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم واپس چلے جائیں اور میں تو بہرحال جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے آدمیوں کو واپسی کا حکم دیا اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو

گیا مگر گھبراہٹ کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کے پاؤں کھولنے یاد نہ رہے اور سوار ہونے کے بعد اونٹ کے حرکت نہ کرنے سے یہ یاد آیا کہ اونٹ کے پاؤں ابھی تک نہیں کھولے گئے۔ اس وقت عکرمہ بن ابوجہل ابوسفیان کے پاس کھڑا تھا اس نے کسی قدر تلخی سے کہا کہ ابوسفیان! تم امیر العسکر ہوکر ’’لشکر کے سپہ سالار ہوکر ‘‘لشکر کو چھوڑ کر بھاگے جارہے ہو اور تمہیں دوسروں کا خیال تک نہیں ہے۔ اس پر ابوسفیان شرمندہ ہوا اور اونٹ سے اتر کر کہنے لگا۔ لو میں ابھی نہیں جاتا مگر تم لوگ جلد جلد تیاری کرو اور جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔ چنانچہ لوگ جلدی جلدی تیاری میں لگ گئے اور ابوسفیان تھوڑی دیر کے بعد اپنے اونٹ پر سوار ہوکر واپس روانہ ہوگیا۔ اس وقت تک بنوغطفان اور دوسرے قبائل کو قریش کے اس فرار کا علم تک نہیں تھا مگر جب قریش کا کیمپ سرعت کے ساتھ خالی ہونا شروع ہوا تو دوسروں کو بھی اس کی اطلاع ہوئی جس پر انہوں نے بھی گھبرا کر کوچ کا اعلان کر دیا اور بنوقریظہ بھی اپنے قلعوں کے اندر چلے گئے اور بنوقریظہ کے ساتھ بنونضیر کا رئیس حُیَی بن اخطب بھی ان کے قلعوں میں چلا آیا اور اس طرح صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے پہلے سارا میدان خالی ہوگیا اور ایک فوری اور محیر العقول تغیر کے طور پر مسلمان مفتوح ہوتے ہوتے فاتح بن گئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 593-594)

کہاں تو یہ حال تھا کہ خطرہ تھا کہ ان پہ کفار قبضہ نہ کرلیں۔ اب یہ حالت تھی کہ وہ فاتح ہوگئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی تفصیل لکھی ہے۔ فرمایا ہے کہ ’’شکوک وشبہات کو ساتھ لیے ہوئے کفار کا لشکر رات کو آرام کرنے کے لیے اپنے خیموں میں گیا تو خدا تعالیٰ نے آسمانی نصرت کا ایک اَور راستہ کھول دیا۔ رات کو ایک سخت آندھی چلی جس نے قناتوں کے پردے توڑ دیے۔ چولہوں پر سے ہنڈیاں گرا دیں اور بعض قبائل کی آگیں بجھ گئیں۔ مشرکینِ عرب میں ایک رواج تھا کہ وہ ساری رات آگ جلائے رکھتے تھے اور اِس کو وہ نیک شگون سمجھتے تھے۔ جس کی آگ بجھ جاتی تھی وہ خیال کرتا تھا کہ آج کا دن میرے لئے منحوس ہے اور وہ اپنے خیمے اٹھا کر لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ جاتا تھا اور جن قبائل کی آگ بجھی انہوں نے اِس رواج کے مطابق اپنے خیمے اٹھائے اور پیچھے کو چل پڑے تاکہ ایک دن پیچھے انتظار کرکے پھر لشکر میں آشامل ہوں لیکن چونکہ دن کے جھگڑوں کی وجہ سے سردارانِ لشکر کے دل میں شبہات پیدا ہورہے تھے۔ جو قبائل پیچھے ہٹے ان کے اِردگرد کے قبائل نے سمجھا کہ شاید یہود نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر شبخون مار دیا ہے اور ہمارے آس پاس کے قبائل بھاگے جارہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی جلدی جلدی اپنے ڈیرے سمیٹنے شروع کردیئے اور میدان سے بھاگنا شروع کیا۔ ابوسفیان اپنے خیمہ میں آرام سے لیٹا تھا کہ اِس واقعہ کی خبر اس کو بھی پہنچی۔ وہ گھبرا کے اپنے بندھے ہوئے اونٹ پر جا چڑھا اور اس کو ایڑیاں مارنی شروع کردیں۔ آخر اس کے دوستوں نے اس کو توجہ دلائی کہ وہ یہ کیا حماقت کررہا ہے۔ اِس پر اس کے اونٹ کی رسیاں کھولی گئیں اور وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت میدان سے بھاگ گیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 281)

کفار کی جب یہ حالت ہوگئی تو اس کا جائزہ لینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُذَیفَہ بن یَمَان کو مشرکین کی خبر لینے کے لیے بھیجا۔ اس کی تفصیل میں سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ’’اسی رات جبکہ کفار اس طرح خود بخود میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد کے صحابہ کو مخاطب فرما کر آواز دی کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس وقت جائے اور لشکرِ کفار کا حال معلوم کرے؟ لیکن صحابہ روایت کرتے ہیں کہ اس وقت سردی کی اس قدر شدت تھی اور پھر خوف اور تھکان اور بھوک کا یہ عالم تھا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے اندر یہ طاقت نہیں پاتا تھا کہ جواب میں کچھ عرض کرسکے یا اپنی جگہ سے حرکت کرے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نام لے کر حذیفہ بن یمانؓ کو بلایا۔ جس پر وہ سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے اٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔ آپؐ نے کمال شفقت سے ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا تم بالکل ڈرو نہیں اور اطمینان رکھو۔ انشاء اللہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بس تم چپکے چپکے کفار کے کیمپ میں چلے جاؤ اور کسی سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرو اور نہ اپنے آپ کو ظاہر ہونے دو۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے بدن میں سردی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔‘‘ کہاں تو یہ حالت تھی کہ سردی سے بالکل ٹھٹھر رہے تھے۔ کہتے ہیں سردی کا نام ونشان نہیں تھا ’’بلکہ میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا ایک گرم حمام میں سے گزر رہا ہوں اور میری گھبراہٹ بالکل جاتی رہی۔ اس وقت رات کی تاریکی پورے طور پر اپنی حکومت جمائے ہوئے تھی۔ میں بالکل نڈر ہوکر مگر چپکے چپکے کفار کے‘‘ کیمپ کے ’’اندر پہنچ گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ابوسفیان ایک جگہ کھڑا ہوا آگ سینک رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر جھٹ اپنی تیر کمان سیدھی کرلی اور قریب تھا کہ میں اپنا تیر چلا دیتا مگر پھر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور تیر چلانے سے رک گیا اور اگر اس وقت میں تیر چلا دیتا تو ابوسفیان اس قدر قریب تھا کہ وہ یقیناً بچ نہ سکتا۔ اس وقت ابوسفیان اپنے آدمیوں کو واپسی کا حکم دے رہا تھا اور پھر وہ میرے سامنے ہی اونٹ پر سوار ہوگیا مگر گھبراہٹ کی وجہ سے اسے اپنے اونٹ کے پاؤں تک کھولنے یاد نہیں رہے۔ اس کے بعد میں واپس چلا آیا۔‘‘ کہتے ہیں ’’جب میں اپنے کیمپ میں پہنچا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے فارغ ہونے تک انتظار کیا اور پھر آپ کو سارے واقعہ کی اطلاع دی جس پر آپؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ ہماری کسی کوشش یا طاقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ محض خدا کے فضل کی وجہ سے ہے جس نے اپنے دم سے احزاب کو پسپا کر دیا۔ اس کے بعد کفار کے فرار ہونے کی خبر فوراً سارے مسلمان کیمپ میں مشہور ہوگئی۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 594-595)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’رات کے آخری ثلث میں وہ میدان جس میں پچیس ہزار کے قریب کفار کے سپاہی خیمہ زن تھے وہ ایک جنگل کی طرح ویران ہوگیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ بتایا کہ تمہارے دشمن کو ہم نے بھگا دیا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا تبھی آپؐ نے صحابہ سے پوچھا تھا کون ہے جو آئے۔ ’’آپ نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے کسی شخص کو بھیجنا چاہا اور اپنے اِردگرد بیٹھے ہوئے صحابہؓ کو آواز دی۔ وہ سردی کے ایام تھے اور مسلمانوں کے پاس کپڑے بھی کافی نہ ہوتے تھے۔ سردی کے مارے زبانیں تک جم رہی تھیں۔‘‘ بول نہیں سکتے تھے۔ ’’بعض صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی اور ہم جواب بھی دینا چاہتے تھے مگر ہم سے بولا نہیں گیا۔ صرف ایک حذیفہؓ تھے جنہوں نے کہا یارسول اللہ! کیا کام ہے؟‘‘ یہاں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپؐ نے حضرت حذیفہؓ کو بلایا۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا تو ’’آپؐ نے فرمایا تم نہیں مجھے کوئی اَور آدمی چاہیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کوئی ہے؟ مگر پھر سردی کی شدت کی وجہ سے جو جاگ بھی رہے تھے وہ جواب نہ دے سکے۔ حذیفہؓ نے پھر کہا میں یارسول اللہ! موجود ہوں۔ آخر آپ نے حذیفہؓ کو یہ کہتے ہوئے بھجوایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارے دشمن کو ہم نے بھگا دیا ہے۔ جاؤ اور دیکھو کہ دشمن کا کیا حال ہے حذیفہؓ خندق کے پاس گئے اور دیکھا کہ میدان کلی طور پر دشمن کے سپاہیوں سے خالی تھا۔ واپس آئے اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور بتایا کہ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 281-282)

باقی تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

دنیا کے حالات جیسا کہ آپ کو پتہ ہے دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں۔ تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ امریکہ اور بڑی طاقتیں انصاف سے کام لینا نہیں چاہتیں۔ جنگ وسیع ہوتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں اور معصوموں کو اس کے خوفناک اور بداثرات سے بچائے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہمیں بڑھنا ہوگا اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ اس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے۔

پاکستان میں احمدیوں کے بھی حالات کافی زیادہ خراب ہورہے ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ بنگلہ دیش کے احمدیوں کے حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ ان لوگوں پر بھی بڑی سختیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم اور فضل فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد نبوی ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے

(جامع ترمذی، کتاب الزہد)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’تین باتیں ہر گناہ کی جڑ ہیں، ان سے بچنا چاہئے، وہ یہ ہیں: تکبر، حرص اور حسد‘‘

(رسالہ قشیریہ، باب الحسد)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

۞ کیا امارت کا حق صرف قریش کے ساتھ مخصوص ہے؟

اسلامی اصول حکومت کی بحث کی ضمن میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا اسلامی تعلیم کی رو سے خلیفہ یا امیر کے لیے کسی خاص قوم میں سے ہونا تو ضروری نہیں ہے؟ یہ سوال خصوصیت سے اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں یہ مذکور ہوا ہے کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے جس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا خلیفہ یا امیر کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے۔ مگر یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ پہلی دلیل جو اس بات کو غلط ثابت کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام میں اصولاً قومی یا نسلی خصوصیات کو دینی یا سیاسی حقوق کی بنیاد نہیں تسلیم کیا گیا۔ بالفاظ دیگر اسلام میں ان معنوں کے لحاظ سے کوئی ذاتیں نہیں کہ فلاں ذات کو یہ حقوق حاصل ہوں گے اور فلاں کو یہ بلکہ اس میں ذاتوں اور قوموں کو صرف تعارف اور شناخت کا ایک ذریعہ رکھا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ .... وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ یعنی اے مسلمانو! تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ایک قوم دوسری قوم پر اپنی بڑائی بیان کرے یا دوسری قوم کو اپنے سے نیچا سمجھے کیونکہ تمہیں کیا معلوم ہے کہ خدا کی نظروں میں کون بڑا ہے...... اور ہم نے جو تمہیں دنیا میں قوموں اور قبائل کی صورت میں بنایا ہے تو اس کی غرض صرف یہ ہے کہ تم آپس کی شناخت اور تمیز میں آسانی پاؤ۔ یہ نہیں کہ تم اس تفریق پر کسی قسم کی بڑائی یا خاص حقوق کی بنیاد سمجھو کیونکہ خدا کی نظر میں تم میں سے بڑا وہ ہے جو خدائی قانون کی زیادہ اطاعت اختیار کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو۔“

اس واضح اور غیر مشکوک اصولی تعلیم کے علاوہ قرآن شریف خاص خلافت و امارت کے سوال میں بھی قومی یا خاندانی حق کے خیال کو رد کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ یعنی ”خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حکومت کی باگ ڈور صرف اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو (خواہ وہ کوئی ہوں) اور جو لوگ امیر منتخب ہوں انہیں چاہیے کہ اپنی حکومت کو عدل و انصاف کے ساتھ چلائیں۔“ اس آیت میں خلیفہ یا امیر کے لیے صرف یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ حکومت کا اہل ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور شرط نہیں لگائی گئی جو اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ اسلام میں خلیفہ یا امیر کے لیے اہلیت کے سوا کوئی شرط نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

عَنۡ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا وَاِنِ اسۡتُعۡمِلَ عَلَیۡکُمۡ عَبۡدٌ حَبَشِیٌّ۔ یعنی ”حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانو! اگر تم پر ایک حبشی غلام بھی امیر بنایا جاوے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔“ اگر اسلام میں امیر کا قریشی ہونا ضروری تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد بے معنی قرار پاتا ہے بلکہ اس صورت میں آپ کو یہ فرمانا چاہئے تھا کہ تم ہر قریشی امیر کی فرمانبرداری کرو خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ الغرض کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ تخصیص کے یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ اسلام میں حکومت اور خلافت کو کسی خاص قوم کے ساتھ وابستہ کردیا گیا ہے اور اسلامی تعلیم کی روح اس خیال کو دور سے دھکّے دیتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر ان احادیث کا مطلب کیا ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خلفاء اور ائمہ قریش میں سے ہونگے۔ سو ان احادیث پر ایک ادنیٰ تدبر بھی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ یہ ایک پیشگوئی تھی نہ کہ حکم یا سفارش۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ اور بہت سی باتوں کا اظہار فرمایا تھا جو آئندہ ہونے والی تھیں اسی طرح جو خلفاء آپ کے بعد ہونے والے تھے ان کے متعلق آپ کو یہ علم دیا گیا تھا کہ وہ قبیلہ قریش میں سے ہوں گے اور پیشگوئی کی صورت میں قطعاً کوئی اعتراض نہیں رہتا کیونکہ بہر حال خلفاء نے کسی نہ کسی قوم یا قبیلہ میں سے ہونا تھا اور اگر اس وقت کے حالات کے ماتحت وہ سب کے سب قریش میں سے ہوئے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت قریش ہی وہ قبیلہ تھا جو حکومت کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا تھا۔ کیونکہ اوّل تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا قبیلہ تھا جس کی وجہ سے طبعاً اسے مسلمانوں میں ایک جائز عزت حاصل تھی اور لوگ اس کے اثر کو قبول کرتے تھے۔ دوم قریش کا قبیلہ عرب کے سب سے زیادہ مرکزی شہر کا رہنے والا تھا اور وہی کعبۃ اللہ کا بھی متولی تھا جس کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں بھی وہ سارے ملک میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور دوسرے قبائل عرب عموماً ہر معاملہ میں قریش کی طرف دیکھتے تھے اور ان کی رہبری کو قبول کرتے تھے۔ سوم قریش کے لوگ بوجہ اس نظام کے جو ان کے جدِّ اعلیٰ قصی بن کلاب نے مکہ میں جاری کیا تھا حکومت کے نظام و طریق سے ایک حد تک واقف ہو چکے تھے اور ان کے سوا کوئی دوسرا قبیلہ امور حکومت سے آشنا نہیں تھا۔ چہارم بوجہ اس کے کہ اسلام میں سابقین الاولین سب قریش میں سے تھے اور انہیں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے اور آپ کی تعلیم کو اپنے اندر جذب کرنے کا سب سے زیادہ موقع ملا تھا اس لیے وہ لازماً اسلامی طریق حکومت میں بھی دوسروں کی نسبت بہت زیادہ اہلیت رکھتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر اس زمانہ میں قریش کو دوسرے قبائل عرب پر ایک حقیقی اور یقینی فوقیت حاصل تھی اور انہیں چھوڑ کر کسی دوسرے قبیلہ میں عنان حکومت کا جانا ملک کے لیے سخت ضرر رساں تھا اور یقینا کوئی دوسرا قبیلہ اس خیر و خوبی کے ساتھ نظام حکومت کو چلا نہ سکتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اسلام کے ابتدائی خلفاء نے چلایا مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسلام نے قریش کو ہمیشہ کے لیے حکومت کا ٹھیکہ دے دیا تھا۔ چنانچہ اگر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ قول مروی ہوا ہے کہ میرے بعد خلفاء وائمہ اسلام قریش میں سے ہوں گے تو دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بالآخر قریش حکومت کی اہلیت کو کھو بیٹھیں گے اور اسلام کی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کا موجب بن جائیں گے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلَکَةُ اُمَّتِیۡ عَلٰی یَدَیۡ غِلۡمَةٍ مِنۡ قُرَیۡشٍ یعنی ”ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری امت کی تباہی بالآخر قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔“ یعنی جب قریش کی حالت خراب ہوجائے گی اور وہ حکومت کے اہل نہیں رہیں گے تو پھر اس کے بعد ان کے ہاتھ میں حکومت کا رہنا بجائے رحمت کے زحمت ہوجائے گا اور بالآخر قریش ہی کے ہاتھوں سے اسلامی حکومت کی تباہی کا سامان پیدا ہوجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ جو بعض حدیثوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریش کی امارت قیامت تک رہے گی، اس سے بھی یہی مراد ہے کہ امت اسلامی کی تباہی تک قریش برسر حکومت رہیں گے اور پھر بالآخر انہیں کے ہاتھوں سے تباہی کا بیج بویا جاکر اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوجائے گا۔ خلاصہ کلام یہ کہ قرآن واحادیث کے مجموعی مطالعہ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ قریش کی امارت وخلافت کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے اس سے محض پیشگوئی مراد ہے، حکم یا سفارش مراد نہیں اور پھر یہ پیشگوئی بھی میعادی اثر رکھتی تھی یعنی اسلام کے دور اول کے ساتھ مخصوص تھی اور آپ کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ اس وقت حکومت کی اہلیت سب سے زیادہ قریش میں ہے اس لئے آپ کے بعد وہی برسر حکومت واقتدار رہیں گے، لیکن ایک عرصہ کے بعد وہ اس اہلیت کو کھو بیٹھیں گے تو پھر اس وقت امت محمدیہؐ پر ایک انقلاب آئے گا اور اس کے بعد ایک نئے دور کی داغ بیل قائم ہوجائے گی۔ الغرض یہ بات درست نہیں ہے کہ اسلام نے حکومت کے حق کو کسی خاص خاندان یا قوم کے ساتھ محدود کردیا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اسلام میں حکومت انتخاب سے قائم ہوتی ہے اور انتخاب میں ہر شخص کے لئے دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 644 تا 647، مطبوعہ قادیان 2006)

۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے
ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 5)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کرسکتا
جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پروا نہ کرے۔“

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 601)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دِکھا دیا ۞ جتنے شکوک و شُبہ تھے سب کو مِٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہوگئی ۞ ظلمت جو تھی دِلوں میں وہ سب نور ہوگئی

طالب دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

خندق کی کھدائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شرکت اور آپؐ کی دعاؤں کی برکت سے صحابہ اپنے غم اور محنت کی کلفت کو بھول ہی جاتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی کھدائی میں حصہ لیا اور مٹی اپنی پیٹھ پر اُٹھائی یہاں تک کہ آپؐ کی پشت اور پیٹ غبار آلود ہو جاتے

غزوۂ احزاب کے لیے خندق کی کھدائی
اور اس دوران پیش آمدہ بعض معجزات کا بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/ستمبر 2024 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کی کھدائی میں کس طرح حصہ لیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی کھدائی میں حصہ لیا اور مٹی اپنی پیٹھ پر اُٹھائی یہاں تک کہ آپؐ کی پشت اور پیٹ غبار آلود ہو جاتے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو جب مٹی لانے کیلئے ٹوکریاں نہ ملتیں تو آپ کیا کرتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو جب ٹوکریاں نہ ملتیں تو جلدی میں اپنے کپڑوں میں مٹی منتقل کرتے تھے۔

سوال: جنگ خندق میں صحابہ اپنے غم اور محنت کی تکلف کو کس طرح بھول گئے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خندق کی کھدائی میں آپؐ کی شرکت اور آپؐ کی دعاؤں کی برکت سے صحابہ اپنے غم اور محنت کی کلفت کو بھول ہی جاتے تھے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کا خندق کے موقع پر کیا نمونہ تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات بھی خطرے کی اس گھڑی میں مردانہ وار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہیں۔

سوال: جب قریش مکہ کے نکلنے کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کس کے مشورہ سے خندق کے کھودے جانے کا حکم دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کی خدائی کا حکم حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے دیا جو کہ عجمی طریق جنگ سے واقف تھے۔

سوال: خندق کی گہرائی کے متعلق حضور انور نے کیا بیان کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنی نگرانی میں موقع پر نشان لگا کر تقسیم کار کے اصول کے ماتحت خندق کو دس دس ہاتھ یعنی پندرہ پندرہ فٹ کے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ٹکڑا دس دس صحابیوں کے سپرد فرمایا۔

سوال: جب پارٹیوں کی تقسیم میں اختلاف ہوا کہ حضرت سلمان فارسی کس گروہ میں شامل ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان پارٹیوں کی تقسیم میں یہ خوشگوار اختلاف رونما ہوا کہ سلمان فارسیؓ کس گروہ میں شامل ہوں آیا وہ مہاجر سمجھے جائیں یا باوجود اس کے کہ وہ اسلام کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں آئے ہوئے تھے انصار میں شامل ہوں۔ آخر یہ اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیش ہوا اور آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سلمانؓ دونوں میں سے نہیں ہیں بلکہ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ میرے اہل بیت میں شمار کیے جائیں۔ اُس وقت سے سلمانؓ کو یہ شرف حاصل ہو گیا کہ وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر کے آدمی سمجھے جانے لگے۔

سوال: خندق کی کھدائی کا کام کس طرح کا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خندق کی تجویز پختہ ہونے کے بعد صحابہؓ کی جماعت مزدوروں کے لباس میں ملبوس ہو کر میدان کارزار میں نکل آئی۔ کھدائی کا کام آسان نہیں تھا اور پھر موسم بھی سردی کا تھا جس کی وجہ سے ان ایام میں صحابہؓ نے سخت تکالیف اُٹھائیں اور چونکہ دوسرے کاروبار بالکل بند ہو گئے تھے اس لیے ان دنوں میں بھوک اور فاقہ کشی کی مصیبت بھی برداشت کرنی پڑی۔ صحابہؓ کے پاس نوکر اور غلام بھی نہ تھے اس لیے سب صحابہ کو خود اپنے ہاتھ سے کام کرنا پڑتا تھا۔

سوال: خندق کی کھدائی کے دوران چٹان کے واقعہ کا حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ تنگی اور شدت کی حالت میں خندق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا۔ آخر تنگ آ کر صحابہؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ آپؐ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور ایک کدال لے کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اس پتھر پر ماری۔ لوہے کے لگنے سے پتھر میں سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے زور کے ساتھ اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس ضرب سے وہ پتھر کسی قدر شکستہ ہو گیا۔ دوسری دفعہ آپؐ نے پھر اللہ کا نام لے کر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں۔ اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہو گیا۔ تیسری دفعہ آپؐ نے پھر کدال ماری جس کے نتیجے میں پھر ایک شعلہ نکلا اور آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم صنعاء کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں۔

اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی جگہ سے گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ نظارے عالم کشف سے تعلق رکھتے تھے۔ گویا اس تنگی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مسلمانوں کی آئندہ فتوحات اور فراخیوں کے مناظر دکھا کر صحابہؓ میں امید و شگفتگی کی روح پیدا فرمائی۔ منافقین مدینہ نے ان وعدوں کو سن کر مسلمانوں پر پھبتیاں اُڑائیں کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی طاقت نہیں اور قیصر و کسریٰ کی مملکتوں کے خواب دیکھے جا رہے ہیں۔ مگر خدا کے یہ وعدے اپنے اپنے وقت پر یعنی کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری ایام میں اور زیادہ تر آپؐ کے خلفاء کے زمانے میں پورے ہو کر مسلمانوں کے ازدیاد ایمان و امتنان کا باعث ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ تینوں دفعہ خدا نے مجھے اسلام کی آئندہ ترقیات کا نقشہ دکھایا۔ پس تم خدا کے وعدوں پر یقین رکھو دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

سوال: خندق کی کھدائی کے دوران کھانے کا کون سا معجزہ بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ اس موقع پر ایک مخلص صحابی جابر بن عبداللہؓ نے آپؐ کے چہرہ پر بھوک کی وجہ سے کمزوری اور نقاہت کے آثار دیکھ کر آپؐ سے اپنے گھر جانے کی اجازت لی اور گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ اُس نے کہا ہاں کچھ جَو کا آٹا ہے اور ایک بکری ہے۔ حضرت جابرؓ نے بکری کو ذبح کیا اور آٹے کو گوندھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم کھانا تیار کرو میں رسول اللہؐ کی خدمت میں جا کر عرض کرتا ہوں کہ تشریف لے آئیں۔ آپؓ کی بیوی نے کہا دیکھنا مجھے ذلیل نہ کرنا کھانا تھوڑا ہے رسول اللہؐ کے ساتھ زیادہ لوگ نہ آئیں۔

حضرت جابرؓ نے آہستگی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میرے پاس کچھ گوشت اور جَو کا آٹا ہے جن کے پکانے کے لیے میں اپنی بیوی سے کہہ آیا ہوں۔ آپؐ اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے چلیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کتنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس اس قدر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بہت ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے ارد گرد نگاہ ڈال کر بلند آواز سے فرمایا: اے انصار و مہاجرین کی جماعت! چلو جابر نے ہماری دعوت کی ہے۔ اس آواز پر کوئی ایک ہزار فاقہ مست صحابی آپؐ کے ساتھ ہو لیے۔ آپؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ تم جلدی جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو کہ جب تک میں نہ آلوں ہنڈیا کو چولہے پر سے نہ اُتارے اور نہ ہی روٹیاں پکانا شروع کرے۔ جابرؓ نے جلدی سے جا کر اپنی بیوی کو اطلاع دی اور وہ بیچاری سخت گھبرائی کہ اب کیا ہو گا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں پہنچتے ہی بڑے اطمینان کے ساتھ ہنڈیا اور آٹے کے برتن پر دعا فرمائی اور پھر فرمایا اب روٹیاں پکانا شروع کر دو۔ اس کے بعد آپؐ نے کھانا تقسیم کرنا شروع فرما دیا۔ جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی کھانے سے سب لوگ سیر ہو کر اُٹھ گئے اور ابھی ہماری ہنڈیا اُسی طرح اُبل رہی تھی اور آٹا اُسی طرح پک رہا تھا۔

❁ ❁ ❁

اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

انڈونیشین اخلاص و وفا میں بہت بڑھے ہوئے ہیں،
جب مَیں نے انہیں صبر کی تلقین کی تو بلا استثناء ہر ایک جوان، بوڑھا، مرد، عورت سخت جذباتی ہو گئے تھے
مَیں عموماً اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتا ہوں لیکن مَیں انہیں دیکھ کر بڑی مشکل سے اپنے پر قابو پا رہا تھا

سنگاپور کے لوگوں نے جس طرح اپنے کام کو سنبھالا ہوا ہے
اس سے ان کے جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا اظہار ہوتا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19/مئی 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ جمعہ 19 نومبر 2006 میں کن کن جگہوں کے دورے کے متعلق فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ دَورہ سنگاپور، آسٹریلیا، جاپان اور پیسیفک کے بعض جزائر پر مشتمل تھا جن میں فجی اور نیوزی لینڈ وغیرہ تھے۔

سوال: سنگاپور میں جلسہ سالانہ کیوں نہیں منعقد کیا گیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کیونکہ بعض ایسی پابندیاں ہیں جنکی وجہ سے باہر سے کسی جانے والے کیلئے حکومتی اداروں سے تقریر وغیرہ کرنے کی اجازت لئے بغیر کوئی پبلک گیدرنگ میں تقریر نہیں ہو سکتی اس لئے وہاں جلسہ تو نہیں ہوا لیکن جو چند دن ہم وہاں ٹھہرے اس میں جلسے کا ہی سماں تھا۔

سوال: سنگاپور میں اکثریت کن لوگوں کی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سنگاپور کی جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ چند ایک پاکستانی گھروں کے علاوہ تمام مقامی احمدی ہیں۔

سوال: سنگاپور کے لوگوں نے اپنا کام کس طرح سنبھالا ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سنگاپور کے لوگوں نے جس طرح اپنے کام کو سنبھالا ہوا ہے اس سے ان کے جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال: سنگاپور کی مسجد کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس ملک میں ایک خوبصورت سی مسجد بنائی ہوئی ہے۔ کافی بڑی مسجد ہے، دو منزلہ ہے اس میں دفاتر بھی ہیں، لائبریری وغیرہ بھی ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ وہاں گئے تھے تو آپ نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ اب وہاں اسی پلاٹ میں جگہ تھی جہاں مَیں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھ کے آیا ہوں۔

سوال: ملائشیا اور انڈونیشیا کے افراد کی ملاقات کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ملائشیا میں بعض پابندیاں ہیں اور مخالفت ہے جس کی وجہ سے وہاں کی خاصی تعداد ملاقات کیلئے سنگاپور آ گئی تھی۔ انڈونیشیا میں جماعت کی مخالفت زوروں پر ہے اور فی الوقت وہاں جانا بھی مشکل ہے۔ وہاں سے بھی کافی تعداد میں انڈونیشین احمدی آئے

ہوئے تھے اور اس بات پر ان کی بھی جذباتی کیفیت ہو جاتی تھی کہ آپ فی الحال وہاں دورہ نہیں کر سکتے۔

سوال: انڈونیشین کے دلی جذبات کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انڈونیشین اخلاص و وفا میں بہت بڑھے ہوئے بھی ہیں، جب مَیں نے انہیں صبر کی تلقین کی تو بلا استثناء ہر ایک جوان، بوڑھا، مرد، عورت سخت جذباتی ہو گئے تھے۔ مَیں عموماً اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتا ہوں لیکن میں انہیں دیکھ کر بڑی مشکل سے اپنے پر قابو پا رہا تھا۔

سوال: ہماری جماعت کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا مشابہت ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا؟ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے۔ اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، جیسا کہ صحابؓ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔

سوال: حضور انور نے آسٹریلیا کے دورہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آسٹریلیا ایک وسیع ملک ہے۔ آسٹریلیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بھی ہوا۔ اور اس دفعہ تو وہاں باہر سے بھی کافی لوگ آکر شامل ہوئے تھے۔ وہاں ہماری سڈنی میں جو مسجد ہے، بڑی خوبصورت اور بہت بڑی مسجد ہے اور مین روڈ کے اوپر ہی تقریباً واقع ہے اس کا نظارہ بڑا خوبصورت نظر آتا ہے، خاص طور پر رات کے وقت جب روشنی ہو۔ بلند مینار ہے اور ساتھ گنبد۔ جماعت کو یہ بہت اچھی جگہ مل گئی ہے اور اس جگہ کا رقبہ تقریباً 28/ ایکڑ ہے۔ اس مسجد کا افتتاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

سوال: حضور انور نے فجی کے دورہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فجی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں جماعتی تربیتی امور پر باتیں ہوئیں۔ یہاں مختلف جگہوں پر چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں۔ جزائر فجی میں جو ایک بڑا مین جزیرہ ہے وہ فجی کہلاتا ہے، اس میں چار جماعتوں میں جانے کی توفیق ملی اور اس کے علاوہ دو جزیروں میں وانوالیُو اور تاوے یونی بھی میں گیا۔ مارو فجی میں ناندی کے قریب جگہ ہے یہاں بھی لجنہ ہال کا افتتاح تھا۔ فجی بھی ایک بہت خوبصورت ملک ہے اور قدرتی حسن اور خوبصورتی کے لحاظ اس کا مقابلہ نہیں ہے۔ لمباسہ ان کا ایک شہر ہے وہاں پہنچے جہاں سے پھر تقریباً 45-40 منٹ کی ڈرائیو (Drive) پر ایک چھوٹا قصبہ ہے۔ یہاں جماعت نے تین سال پہلے ایک ہائر سیکنڈری سکول قائم کیا تھا۔ ماشاء اللہ عمارت وغیرہ بڑی اچھی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے بالکل ریموٹ (Remote) علاقے میں دور دراز علاقے میں ہے۔ یہاں نئے ہوم اکنامکس بلاک کا بھی افتتاح کیا۔ اس دور دراز علاقے کے احمدیوں سے بھی ملاقاتیں کیں جن کا فجی آنا مشکل تھا۔

سوال: حضور انور نے نیوزی لینڈ کے دورہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نیوزی لینڈ کی جماعت اللہ کے فضل سے کافی بڑھ گئی ہے اور اکثریت فجین احمدیوں کی ہے۔ فجی سے لوگ مائیگریٹ (Migrate) کر کے یہاں نیوزی لینڈ آ گئے ہیں۔ گو کہ یہاں ابھی تک مبلغ نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے۔ اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہاں بھی Reception تھی۔ یہاں بھی وہی اسلام کی تعلیم بیان کرنے کی توفیق ملی۔

سوال: حضور انور نے جاپان کے دورہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جاپان میں اللہ کے فضل سے جاپانی جو مقامی ہیں اس وقت 12-10 ہیں، جنہوں نے رابطہ کیا تھا یا رابطے میں کچھ نہ کچھ رہتے ہیں ان کے مسائل حل کرنے اور تربیتی امور پر توجہ دلانے اور اس طرح باقاعدہ باقی جماعت کو بھی تربیتی امور کی طرف توجہ دلانے کی توفیق ملی۔ جلسہ بھی ہوا۔ جاپانی احمدیوں میں ان دنوں میں جتنے دن میں وہاں رہا پہلے دن جوان کا رویہ تھا وہ مَیں دیکھتا رہا ہوں ہر روز اس میں ایک تعلق اور وفا کی کیفیت بڑھتی رہی، تبدیلی محسوس ہوتی رہی۔ جاپان میں بھی کئی منسٹرز اور ایم پی وغیرہ ملنے کے لئے آئے تھے، Reception میں بھی آئے تھے۔ اچھا اثر لے کر گئے ہیں۔ ایک ممبر پارلیمنٹ نے تو مجھے کہا کہ ہمیں اسلام کے بارے میں زیادہ پتہ نہیں ہے اس لئے ہم جلد ہی مغرب کے معترضین کے زیر اثر آ جاتے ہیں ہمیں اسلام کے بارے میں بتائیں۔ ان سے علیحدہ بھی کافی لمبی گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ کرے کہ وہاں کی جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کرنے والی بنے۔

☆☆☆

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ میں بتایا کہ الٰہی سلسلوں کی ترقی میں شیطان خواہ کس قدر روڑے اٹکائے اور کتنے ہی منصوبے کرے آخر میں خدا تعالیٰ کے نبی ہی جیتتے ہیں۔ اور کفار کی سب تدبیریں ناکام ہو کر رہتی ہیں۔ چنانچہ مومن تو ترقی کر جاتے ہیں لیکن مخالفین خائب و خاسر ہو کر غم و غصہ اور ناکامی و ذلت کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اور یہ دنیا ہی اُن کے لئے دوزخ ہو جاتی ہے۔

اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ میں ضمنی طور پر ایک اعتراض کا جواب بھی پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ سورۂ فاتحہ کے الفاظ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ کیوں کہا گیا ہے کہ وہ مالک ہے یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ وہ مَلِکٌ ہے۔ حالانکہ مَلِکٌ یعنی بادشاہ کا تصرف مَالِکٌ یعنی قابض سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ میں موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ اُس دن حکومت اللہ ہی کی ہوگی اور وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ صرف مالک ہی نہیں بلکہ متصرف کامل یعنی بادشاہ بھی ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ آجکل کے بادشاہوں کی طرح کسی بالا قانون کا پابند ہے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ بالا قانون کی پابندی صرف اس کے لئے ہوتی ہے جس کے فیصلہ میں ظلم اور استبداد پایا جائے۔ لیکن خدا رحمٰن ہے اُس کے فیصلہ میں استبداد نہیں پایا جاتا اور ظلم نہیں پایا جاتا بلکہ وہ سب کے ساتھ رحم اور بخشش کا سلوک کرتا ہے اور ایسا معاملہ کرتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ اسی طرح سورۂ فرقان میں فرماتا ہے اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (فرقان ع ۳) کہ اُس دن حکومت واقعی رحمٰن خدا ہی کی ہوگی۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ (سورۃ الانفطار) کہ تجھے کس چیز نے بتایا ہے کہ جزا و سزا کا وقت کیا ہے؟ وہ وقت ہوگا جس دن کوئی جان کسی جان کی کچھ بھی مالک نہیں ہوگی اور اُس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔ ان آیات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بادشاہت بھی حاصل ہے۔ پس مالک کا لفظ جو سورۂ فاتحہ میں استعمال کیا گیا ہے وہ ان معنوں میں نہیں کہ خدا تعالیٰ صرف مالک ہے مَلِکٌ یعنی بادشاہ نہیں، بلکہ ان معنوں میں ہے کہ وہ مالک بادشاہ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ مالک خالی بادشاہ سے بہتر ہوتا ہے یعنی خالی بادشاہت کسی کو تمام افراد یا اشیاء پر پورا تسلط نہیں بخشتی۔ ایک بادشاہ کو یہ ہرگز اختیار حاصل نہیں کہ وہ رعایا اور ملک کی دولت سے جس طرح چاہے سلوک کرے۔ لیکن بادشاہ اُن اشیاء میں جو اس کی مملوکہ ہوں بالکل اور قسم کا تصرف رکھتا ہے جو اُس تصرف سے جو اُسے صرف بادشاہت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے زیادہ مکمل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ پس مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہہ کر خدا تعالیٰ کی ملکیت کی نفی نہیں کی گئی بلکہ خدا تعالیٰ کی ملکیت کی قسم بیان کی گئی ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالی مَلِکٌ نہیں بلکہ وہ مَلِکٌ ہے جو ساتھ ہی سب مخلوق کا مالک بھی ہے اور جو مالک بادشاہ ہو اُسے تصرف میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 77، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

اعلان برائے اسامی ڈرائیور صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط: (1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زائد اور 40 سال سے کم ہو۔ (2) اُمیدوار کم از کم دسویں پاس ہو۔ (3) اُمیدوار کے پاس فور وہیلر گاڑی چلانے کا Valid لائسنس ہونا ضروری ہے۔ (4) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کے پاس کسی سرکاری یا نجی ادارہ میں ڈرائیونگ کا کم از کم 2 سال کا تجربہ ہو۔ نیز اپنی درخواست کے ساتھ مذکورہ ادارہ جس میں اُمیدوار نے تجربہ حاصل کیا ہے وہاں کا Experience Certificate پیش کرنا بھی اُمیدوار کے لئے لازمی ہے۔ (5) اُمیدوار کے لئے اپنا Birth Certificate جمع کرنا ضروری ہے۔ (6) اُمیدوار کے لئے تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا۔ (7) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ڈرائیونگ ٹیسٹ بھی لیا جائیگا۔ (8) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہو۔ (9) اُمیدوار ڈرائیور کو تقرری کے بعد درجہ دوئم کے برابر الاؤنس اور دیگر سہولیات دی جائے گی۔ (10) سلیکشن کی صورت میں اُمیدواران کو قادیان میں ابتدائی پانچ سال تک اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ (11) اُمیدوار کے اخراجات سفر خرچ قادیان آمد و رفت اپنے ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان، انٹرویو و ڈرائیونگ ٹیسٹ کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592, 09888232530 **دفتر:** 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جلسہ اعظم مذاہب لاہور

’’یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا‘‘

’’اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَر‘‘

از قلم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

(1) سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوش تبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لگن اور دھن کی کیفیت کا بیان انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ حضور کا منصب و کام ہی خداوند عالم نے اسلام کو تمام دوسرے مذاہب پر غالب کر دکھانا مقرر فرمایا ہے اور جن خواص کو یہ خدمات تفویض ہوا کرتی ہیں ان کے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ کا حکم الٰہی ہمیشہ قائم ہوتا ہے۔

حضور پُرنور نے حق تبلیغ کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور نہ ہی کوئی فروگذاشت کی۔ کیا دن، کیا رات حضور کو یہی فکر رہتی اور حضور کوئی موقعہ تبلیغ کا ہاتھ سے جانے نہ دیا کرتے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے اور پھرتے خلوت میں اور جلوت میں الغرض ہر حال میں اسی فکر اور اسی دھن میں رہتے چنانچہ حضور پُرنور کی سوانح کا ہر ورق اور حیات طیبہ کا ہر لمحہ بزبان حال اس بیان کا گواہ اور شاہد عادل ہے۔ لمبے مطالعہ اور حضور کی تصانیف کی گہرائیوں کو الگ رکھ کر اگر حضور کے صرف ایک دو ورقہ اشتہار پر ہی بہ نیت انصاف، تعصب سے الگ ہو کر نظر ڈالی جائے جو حضور نے ۹ ر دسمبر ۱۸۹۰ء کو شائع فرمایا تو یقیناً میرے اس بیان کی تصدیق کرنا پڑے گی اور حضور کی اس سچی تڑپ اور خلوص نیت ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہر رنگ میں آپ کی غیر معمولی تائید و نصرت فرماتا اور غیب سے سامان مہیا فرما دیا کرتا اور حضور خدا کے اس فضل و احسان کا اکثر تحدیث نعمت کے طور پر یوں ذکر فرمایا کرتے کہ:

’’خدا کا کتنا فضل و احسان ہے کہ ادھر ہمارے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے یا کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور ادھر اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔‘‘

(2) ۱۸۹۲ء کے نصف دوم کا زمانہ تھا کہ اچانک ایک اجنبی انسان، سادھو منش، بھگوے کپڑوں میں ملبوس شوگن چندر نام وارد قادیان ہوا اور جلد ہی ہماری مجالس کا ایک بے تکلف رکن نظر آنے لگا۔ ایک آدھ دن سیدنا حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں شریک ہوا تو دوسرے ہی روز وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار شام اور اور صبح کی سیر میں شامل ہو کر حضور کی خاص توجہات کا مورد بن گیا۔ کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو حق کا متلاشی اور صداقت کا طالب ظاہر کرتا ہوا اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے آسمانی پانی کی تلاش میں دور و نزدیک، قریہ بقریہ بلکہ کوبکو سرگردان پھرتا ہوا قادیان کی مقدس بستی میں اپنے مدعا و مقصود کے حصول کی امید لے کر آیا اور کچھ لے کر ہی لوٹنے کی نیت سے پہنچا تھا اور اس کی نیک نیتی ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ باوجود بالکل غیر ہونے کے بہت جلد اپنا لیا گیا۔ وہ نہ صرف سادھو تھا جو بھگوے کپڑوں میں اپنا فقر و حاجات چھپائے تھا اور نہ ہی کوئی ایسا سوالی جس کو دام و درہم کی ضرورت اور روپیہ پیسہ کا لالچ قادیان میں تقسیم ہوتے خزائن کی خبریں یہاں کھینچ لائی ہوں بلکہ واقعہ میں متلاشی حق اور طالب صداقت تھا ورنہ خدا کا برگزیدہ مسیح الزمان جس کی فراست کامل جوہر شناس تھی اور جو خدا کے عطا فرمودہ نور سے دیکھا کرتا تھا یوں اس کی طرف ملتفت نہ ہو جاتا۔

(3) شوگن چندر ایک تعلیم یافتہ اور معقول انسان تھا جو گورنمنٹ میں کسی اچھے عہدے پر فائز تھا۔ بعض حوادث نے دنیا کی بے ثباتی کا ایک نہ مٹنے والا خیال اس کے دل و دماغ پر مستولی کر دیا۔ اس کی بیوی اور بچے بلکہ خویش و اقارب تک اس سے جدا ہو گئے اور وہ یک و تنہا رہ گیا۔ دل و دماغ میں پیدا شدہ تحریک نے اندر ہی اندر پرورش پائی۔ فانی چیزوں کے اثرات نے اس کے خیالات کی رَو کا رخ کسی غیر فانی اور قائم بالذات ہستی کی تلاش کی طرف پھیر دیا جس سے متاثر ہو کر اس نے ملازمت چھوڑ کر ترک دنیا اور تلاش حق کا عزم کر لیا اور سادھو بن کر جا بجا گھومنے اور ڈھونڈنے میں مصروف ہو گیا۔ نہ معلوم کتنا عرصہ پھرا اور کہاں کہاں گیا۔ اس نے کیا کچھ دیکھا اور سنا جس کے بعد کسی نے اس کو ہمارے آقا و مولا، ہادی و راہ نمائے زمان کا پتہ دیا اور قادیان کی نشان دہی کی جس پر وہ صدق دلانہ اخلاص و عقیدت سے پہنچ کر حصول مقصد و مدعا کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ حضور کی صحبت میں رہ کر فیض پانے لگا اور ہوتے ہوتے ایسا گرویدہ ہوا کہ اس کی ساری خوشی، تسلی و اطمینان حضور کی صحبت اور کلمات طیبات سے وابستہ ہو گئے جس کی وجہ سے وہ یہیں ٹِک جانے پر آمادہ ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ کو اس کے ذریعہ اپنا ایک نشان ظاہر کرنا منظور اور کرشمہ قدرت دکھانا مطلوب تھا جس کے لئے اسی ذات بابرکات نے اتنے تغیرات کئے اور ذرات عالم پر خاص تصرفات فرمائے اور ایک شخص کو قادیان پہنچایا جو کبھی لالہ پھر مسٹر اور باوا اور آخری سوامی شوگن چندر کے نام سے موسوم ہوا۔

(4) مہمان نوازی کا خلق شیوۂ انبیاء ہے اور حضور پُرنُور کو اس خلق میں کمال حاصل تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ حسن سلوک اور احسان و مروت میں حضور اپنی مثال صرف آپ ہی تھے۔ تالیف قلوب کے وصف عظیم کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی خلق کا جذبہ حضور میں بے نظیر و عدیم المثال تھا اور ان تمام خصائل حسنہ اور فضائل کے علاوہ حق و صداقت اور علم و حکمت کے خزائن حضور کے ساتھ تھے جو حضور کے تعلق باللہ اور مقبول بارگاہ ہونے کی دلیل تھے اور ان حقائق کے ساتھ ہی ساتھ خدا سے ہمکلامی کا شرف اور قبولیت دعا کے نمونے ایسی نعماء تھیں جن سے کوئی بھی نیک فطرت اور پاک طینت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا اور درحقیقت یہی وہ چیزیں ہیں جن کو ناواقف دنیا نے جادو اور سحر کا نام دے کر حضور پرنور سے دنیا جہاں کو دور رکھنے کی ناکام سعی کی ہے۔ سوامی شوگن چندر بھی ان کرامات کا شکار ہوئے اور جس چیز کی ان کو تلاش تھی اور دنیا میں وہ چیز ان کو کہیں بھی نہ ملی تھی آخر خدا کی خاص حکمت کے ماتحت ان کو قادیان میں وہ کچھ مل گیا جس کی انہیں جستجو تھی۔ اور وہ کچھ انہوں نے یہاں دیکھا جو دنیا جہاں میں انہوں نے دیکھا نہ سنا تھا۔ وہ خوش تھے اپنی خوش بختی پر کہ ان کو جس چیز کی خواہش اور تلاش تھی آخر خدا تعالیٰ نے عطا کر دی مگر ہمارے آقائے نامدار اس سے بھی کہیں زیادہ خوش تھے خدا کے اس فضل پر کہ اس نے حضور کی ایک دلی خواہش کے پورا کرنے کے لئے شوگن چندر صاحب کا وجود پیدا فرما دیا ہے۔

(5) حضور کی دیرینہ خواہش تھی کہ مذاہب عالم کی ایک کانفرنس ہو جس میں حضور کو قرآن کریم کے فضائل و کمالات اور معجزات و محاسن اسلام بیان کرنے کا موقعہ ملے۔ ہر ایک مذہب کا نمائندہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے تا اس میدان مقابلہ میں اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ اسلام کی برتری اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اظہار ہو۔ سو حضور کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اللہ کریم نے سوامی صاحب کو قادیان پہنچایا جنہوں نے حضور کی اس تجویز کو حق و باطل میں امتیاز کا حقیقی ذریعہ اور سچی کسوٹی یقین کر کے اس کے انعقاد کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور پھر ہمہ تن سعی بن کر اس کام میں لگ گئے۔ ہندو اور پھر گیروے لباس کی وجہ سے بھی اور علم و تجربہ کے باعث بھی ان کو ہندوؤں کے ہر خیال اور طبقہ میں رسوخ میسر آتا گیا اور ان کی تجویز پر غور کیا جانے لگا اور اس کام کے لئے ایک حرکت پیدا ہو گئی۔ مرکزی ہدایات، صلاح اور مشورے ان کے لئے پیش آمدہ مشکلات کا حل بنتے اور اس بیل کے منڈھے چڑھ جانے کی خاطر ان کی ہر رنگ میں مدد اور حوصلہ افزائی کی جاتی رہی۔ کبھی وہ خود بطریق احتیاط قادیان آتے تو کبھی خاص پیامبروں کے ذریعہ ان کی ضروریات کا انتظام کیا جاتا رہا۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے مطلوبہ کانفرنس کے قیام کی جھلک نظر آنے لگ گئی۔ حضور پُرنور کی راہ نمائی میں ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا اور کام کرنے والے آدمیوں اور اخراجات کے کثیر حصہ کا انتظام سیدنا حضرت اقدس کی طرف سے دیکھ کر اس ڈھانچہ میں زندگی کے آثار بھی نمودار ہو گئے۔ اور اس طرح سوامی شوگن چندر صاحب نے گویا حضور کی اس دینی خواہش کے پورا کرنے میں ایک غیبی فرشتہ کا کام کیا۔

(6) آخر خدا خدا کر کے بڑی مشکل گھاٹیوں کو عبور کرنے اور بے آب و گیاہ جنگلوں کو طے کرنے کے بعد اس جلسہ یعنی ’’جلسہ اعظم مذاہب‘‘ کے انعقاد کی تاریخوں کا بھی اعلان ہو گیا جو 26 لغایت 28 دسمبر 1896ء مقرر ہوئیں۔ اور ٹاؤن ہال لاہور میں اس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ ایک کمیٹی معززین و رؤساء کی جس میں علم دوست اصحاب شامل تھے، ترتیب پا چکی تو اس اطلاع پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی خوشی ہوئی جیسے دنیا جہان کی بادشاہت کسی کو مل جائے۔

تب حضور نے اس جلسہ کے واسطے مضمون لکھنے کا ارادہ فرمایا مگر مصلحت الٰہی سے حضور کی طبیعت ناساز ہو گئی اور یہ سلسلہ کچھ لمبا بھی ہو گیا مگر چونکہ جلسہ کی تاریخیں قریب تھیں اور اندیشہ تھا کہ مضمون رہ ہی نہ جائے حضور نے بحالت بیماری و تکلیف ہی مضمون لکھنا شروع فرما دیا اور چونکہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ایام میں کسی ضرورت کے ماتحت سیالکوٹ جا کر بیمار ہو گئے اور ان کی بیماری کی اطلاعات سے اندیشہ تھا کہ وہ جلسہ پر نہ پہنچ سکیں گے اس پر لمبی سوچ بچار اور مشورہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ حضور کا مضمون خواجہ کمال الدین صاحب پڑھیں چنانچہ اس فیصلہ کے ماتحت یہ تجویز کی گئی کہ:

(الف) حضور کا مضمون جسے محترم حضرت منشی جلال الدین صاحب متوطن بلانی ضلع گجرات نقل کرتے تھے کہ حضرت پیر جی سراج الحق صاحب نعمانی کے سپرد یہ کام کیا گیا کتابت کے طریق پر لکھا جائے تا کہ خواجہ صاحب کو پڑھنے میں دقت نہ ہو مگر حضور پرنور کے پھر بیمار ہو جانے کی وجہ سے جب مضمون کی تیاری میں وقفہ پڑ گیا تو ہر دو اصحاب نے مل کر اس کو مکمل کیا۔

(ب) اس مضمون میں جس قدر آیات قرآنی، احادیث یا عربی عبارات آئیں وہ علیحدہ خوش خط لکھ کر خواجہ صاحب کو اچھی طرح سے رٹا دی جائیں تا کہ جلسہ میں پڑھتے وقت کسی قسم کی غلطی یا رکاوٹ مضمون کو بے لطف و بے اثر ہی نہ بنا دے۔

(7) حضور پُرنُور کا یہ مضمون خوشخط لکھا ہوا صبح کی سیر میں لفظاً لفظاً سنایا جایا کرتا تھا اور حضور کی عام عادت بھی یہی تھی کہ جو بھی کتاب تصنیف فرمایا کرتے یا اشتہار و رسائل لکھا کرتے ان کے مضامین کو مجلس میں بار بار دہرایا کرتے تھے، اتنا کہ باقاعدہ حاضر رہنے والے خدام کو وہ مضامین ازبر ہو جایا کرتے تھے۔ ان ایام کی سیر صبح عموماً قادیان کے شمال کی جانب موضع بٹر کی طرف ہوا کرتی تھی اور اسی مضمون کے سننے کی غرض سے قادیان میں موجود احباب اور مہمان قریباً تمام ہی شوق اور خوشی سے شریک سیر ہوا کرتے جن کی تعداد تخمیناً پندرہ بیس یا پچیس تک ہوا کرتی تھی۔ مضمون کے بعض حصوں کی تشریح بھی حضور چلتے چلتے فرماتے جایا کرتے تھے۔ یہ تحریر و تقریر نئے نئے نکات، عجیب در عجیب معارف اور ایمان افروز حقائق و دلائل کی حامل ہوا کرتی تھی۔ ان دنوں کی سیر صبح میں جس کے لئے حضور باوجود بیماری اور ضعف کے نکلا کرتے تھے بعد میں معلوم ہوا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے بعض جاسوس بھی حضور کے اس مضمون کو سن کر ان کو رپورٹ پہنچایا کرتے تھے چنانچہ حضور کے مضمون کی اکثر آیات جن کو حضور نے موقعہ و محل پر موتیوں کی لڑی کی طرح سجا کر ان سے استنباط فرمائے ہیں مولوی صاحب نے اپنے مضمون میں یکجا جمع کر دی ہیں جن کا وہاں ربط ہے نہ موقعہ و محل اور جوڑ۔

(8) جناب خواجہ کمال الدین صاحب مضمون کو پڑھا کرتے۔ پڑھنے کے طریقوں کی مشق کیا کرتے تھے اور ان کی کوشش ہوا کرتی تھی کہ پڑھنے کے طریق و بیان میں کوئی جدّت پیدا کریں جس سے سامعین زیادہ سے زیادہ متاثر ہو سکیں۔ آیات قرآنی، احادیث یا عربی الفاظ و فقرات کو ازبر کرنے کی کوشش کیا کرتے۔ قدرت نے خواجہ صاحب کو جہاں اردو خوانی میں خاص ملکہ دیا تھا وہاں آیات قرآنی کی تلاوت میں باوجود کوشش کے بہت کچھ خامی پائی جاتی تھی جسے خواجہ صاحب محنت اور شوق کے باوجود پورا کرنے سے قاصر تھے۔ مزید برآں انہی ایام میں بعض ان کے ہمراز دوستوں کی زبانی معلوم ہوا کہ دراصل خواجہ صاحب کو مضمون کی بلند پائیگی، کمال و نفاست اور عمدگی کے متعلق بھی شکوک تھے جس کا اثر ان کے طرز ادا و بیان پر پڑنا لازمی تھا اور عجب نہیں کہ یہ بات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک بھی جا پہنچی ہو۔ (باقی آئندہ)

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، مطبوعہ قادیان 2008)

۞۞۞۞

میں آپ کو تیسری شرط بیعت کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

”بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔“

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنانے کی کوشش کریں اور وفادار رہیں آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی باتوں پر عمل کرنا چاہئے

جماعت احمدیہ فلپائن کے سترھویں جلسہ سالانہ منعقدہ 28، 29 اور 30 جون 2024ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا سترھواں جلسہ سالانہ مورخہ 28، 29 اور 30 جون 2024ء، کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر کامیابی سے نوازے، آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں، ہمارے مذہب یعنی اسلام کی خوبصورت تعلیمات اور آنحضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات کے متعلق علم وفہم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہوئے ہیں ان میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے۔ یہ منفرد اجتماع ہمیں اپنے دلوں کو پاک کرنے اور نیک بننے کا ایک بہترین موقع دیتا ہے جس کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے بھی حقوق ادا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیشہ ان اعلیٰ مقاصد کو ذہن نشین رکھیں جن کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کی بنیاد رکھی اور بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہیں جن کی تفصیل حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمائی ہے: ”یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا ایک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ یہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمت میں جلد آسکیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اصفحہ 196)

میں آپ کو تیسری شرط بیعت کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا“۔

اس شرط بیعت کے ابتدائی حصہ سے متعلقہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی۔ اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ ناکام اور نامراد رہا۔ اور اگر اس کی فرض نمازوں میں کوئی کمی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کی نفل نمازوں سے وہ کمی پوری کر دے گا۔ پھر اسی انداز سے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب اَنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ)

سو آپ اس بات کی قدر کریں کہ ہر شرط بیعت اپنے اندر بیشمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کیلئے ان میں سے ہر ایک شرط پر خوب غور کرتے رہنا چاہئے۔ یہ شرائط ہمارے لئے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ ان کے مطابق عمل کریں گے تو دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ خود احتسابی اور اپنے اعمال کے مستقبل جائزے لینے کے ذریعہ سے ہی ہم شرائط بیعت کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنانے کی کوشش کریں اور وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی باتوں پر عمل کرنا چاہئے۔

میں آپ کو تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ ہر احمدی مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ تبلیغ کیلئے حکمت سے منصوبے بنائیں اور اسلام احمدیت کے پر امن اور محبت بھرے پیغام کو فلپائن کے لوگوں تک پہنچانے کے نئے ذریعے تلاش کریں۔

آخر پر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلسہ کی کاروائی سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اپنے ایمان مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے نظام سے وفادار رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں تقویٰ میں بہتری، نیک سلوک اور اسلام اور انسانیت کی خدمت کی طرف حقیقی تبدیلی لائے۔ اللہ آپ پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 17 اکتوبر 2024)

قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے

قرآن شریف کی امتیازی خوبیاں جو انسانوں کی طاقت سے برتر ہیں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ اس میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کامل طور پر اُس کی پیروی کرتا ہے تو خدائی طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں اُس کو دکھائے جاتے ہیں اور خدا اُس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اُس کو اطلاع دیتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد 23، ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ 32)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”یہ بات ہمیشہ ایک مومن کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ دنیاوی چیزوں کی محبت ایسی نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو بھلا دے۔“

(خطبہ جمعہ 8/ دسمبر 2017)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”دین اسلام ایک سچائی ہے، اس سچائی کو پھیلانا اور سچ کے ذریعہ سے پھیلانا آج ہمارا کام ہے۔“

(خطبہ جمعہ 1/ دسمبر 2017)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

129 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 27، 28 اور 29/ دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29/ دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 2

پہ موجود ہیں۔ ہر جگہ اور ہر وقت وہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اثر ڈال کر تمثیلیں پیش کر دیتے ہیں۔ اس کی جگہ نمونے آجاتے ہیں۔ اس لیے یہ خیال غلط ہے کہ فرشتے کوئی فزیکل باڈیز ہیں بلکہ جو نیک خیالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں یا کسی کو خواب میں فرشتہ آ گیا کہ میں فلاں فرشتہ ہوں وہ بھی ایک خواب کا ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرشتہ اٹھ کے تمہاری خواب میں آ گیا۔ جس طرح تم لوگ خواب میں بہت ساری چیزیں دیکھتے ہو کہ میں فلاں جگہ گئی میرے ماموں، چچا، پھوپھا وہاں بیٹھے ہوئے تھے یا بہن یا بھائی یا اماں، ابا وہاں تھے۔ دادی، دادا تھے نانا، نانی تھے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ رات کو اٹھ کر تمہارے پلنگ کے اوپر آ گئے تھے۔ وہ ایک نظارہ تھا جو تمہیں دکھایا گیا۔ اسی طرح فرشتے بھی آتے ہیں۔ اگر کبھی آئیں تو وہ ایک نظارہ ہوتا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ میری کلاس کی غیر مسلم بچیاں میرا دوپٹہ لینا پسند نہیں کرتیں۔ اگر وہ مجھ سے دوستی نہ کریں تو میں کیا کروں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ ہر ایک کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے۔

پہلی بات ان سے یہ کرو کہ مذہب تو ایک طرف رہا۔ میں مسلمان ہوں تم عیسائی ہو، یا تم خدا کو مانتی ہو کہ نہیں مانتی، یا تمہارا کوئی مذہب نہیں ہے، اس کو چھوڑو۔ اب تم نے سکرٹ (skirt) فراک (frock) پہنی ہوئی ہے یا منی سکرٹ (mini skirt) پہنی ہوئی ہے۔ یہ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ تم اس کو اچھا سمجھتی ہو، تم نے پہن لیا۔ اب جس چیز کو مَیں اچھا سمجھتی ہوں مَیں نے پہن لیا۔ یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ تمہاری عمر کی لڑکیاں ہی ہوں گی۔ ان کو سمجھاؤ کہ جو چیز تمہیں اچھی لگتی ہے تم پہنتی ہو اور جو چیز مجھے اچھی لگتی ہے مَیں پہنتی ہوں۔

اس کے علاوہ ان سے کہو کہ میں ایک مذہب کو ماننے والی لڑکی ہوں، اسلام کو ماننے والی لڑکی ہوں اور اسلام میں لڑکیوں کے لیے ایک ڈریس کوڈ (dress code) بھی ہے۔ ابھی تو تم بارہ سال سے کم ہو تمہارے اوپر پردہ اور حجاب لازمی نہیں۔ لیکن جب تم تیرہ، چودہ، پندرہ سال کی عمر میں جوان ہو جاؤ تب پردہ اور حجاب لازمی ہوتا ہے۔ لیکن ابھی کم از کم سر ڈھانکنا اور حیا کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ لڑکیوں کو چاہیے کہ حیا کا اظہار کریں۔

اگر ان کو دوپٹہ پر اعتراض ہے تو تم سکارف پہن کے چلی جایا کرو۔ باقی جب مسجد میں آتی ہو تو دوپٹہ لے لیا کرو۔ سکول میں دوپٹہ نہ لیا کرو، سکارف پہن لیا کرو۔ لیکن ان سے کہو کہ مَیں تمہارے سے ڈر کے یا تمہاری پسند کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی۔ تمہیں جو کام پسند ہے تم کرتی ہو اور جو کام مجھے پسند ہے مَیں وہ کرتی ہوں۔ اس میں لڑنے جھگڑنے اور برا منانے کی کیا ضرورت ہے؟

ان سے کہو ہم انسان ہیں ہمیں آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کس نے کیا لباس پہنا ہوا ہے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا دل کتنا صاف ہے۔ ہم ایک دوسرے کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ ہم کس طرح ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم کس طرح ایک دوسرے کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ اصل چیز ہے جو انسان کا کام ہے۔ باقی دوپٹہ لینا یا نہ لینا یہ باقی باتیں ہیں۔

پہلے یہ انسانی باتیں بتا کے پھر بتاؤ کہ ایک زائد چیز بھی ہے جس کی میں نے پابندی کرنی ہے اور وہ میرا مذہب ہے۔ جب میں بڑی ہوں گی تو مجھے یہی حکم ہے کہ میں سر پہ دوپٹہ لوں، حجاب پہنوں، اپنے لباس کو حیادار رکھوں اور پردے کا جو کم از کم معیار ہے اس کو قائم رکھنے کی کوشش کروں۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا حضور انور امسال جلسہ سالانہ جرمنی پر تشریف لائیں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب جلسہ ہوگا تو تمہیں پتا چلے گا کہ مَیں آ رہا ہوں یا نہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی اگست میں منعقد ہونا ہے اور تم مجھے آٹھ ماہ قبل ہی پوچھ رہی ہو۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ نماز کے بعد ہم دوسرے مسلمانوں کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کیوں نہیں کرتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سارے تو نہیں کرتے جو پاکستانی مسلمان ہیں وہی ایسا کرتے ہیں۔ تمہارے پاکستانی دوست یا جو بھی کرنے والے ہیں ان سے پوچھو۔ کیا آنحضرت ﷺ نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ سے تو ثابت نہیں کہ آپؐ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ نماز تو خود دعا ہے۔ عبادت کا مغز نماز ہے۔ یہی حدیث میں آیا ہے۔ دعاؤں کی جو basic اور بنیادی چیز ہے، جو اس کا سب سے بہترین حصہ ہے وہ نماز ہے۔

اب نماز میں ہم دعا نہیں کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ یہ اسی طرح ہے کہ ہم کسی بادشاہ کے پاس جائیں، اس کے دربار میں بیٹھیں اور وہ پوچھے: ''مانگو مجھ سے کیا مانگتے ہو۔'' اس سے کچھ نہ مانگیں اور وہاں بیٹھ کے چپ کر کے آجائیں یا تھوڑے سے الفاظ استعمال کر کے آجائیں جس کا مطلب بھی ہمیں نہیں آتا۔ اور جب اس کے محل سے باہر نکل کے سڑک پہ آجائیں تو کھڑے ہو کے ہاتھ اٹھا کر کہہ دیں کہ بادشاہ سلامت مجھے فلاں چیز دے دے فلاں چیز دے دے۔ یہ کوئی عقل والی بات ہے؟ عقل کی بات تو یہی ہے کہ جب تم نے اماں ابا سے کوئی چیز مانگنی ہے تو ان کے پاس جا کے کہو گی کہ ابا یا اماں مجھے یہ چیز دے دو۔ یا کیا تم یہ کرتی ہو کہ جب اماں ابا بیٹھے ہوتے ہیں اور تم نے کوئی چیز مانگنی ہے تو ان کے پاس جا کر کہتی ہو کہ ''میں نے ایک چیز مانگنی ہے'' اور چپ کر کے واپس آجاؤ۔ پھر واپس آ کر باہر اپنے کمرے میں چلی جاؤ تو وہاں سے ہاتھ اٹھا کے کہنا شروع کر دو ''اماں مجھے فلاں چیز دے دے۔'' یہ عقل والی بات نہیں ہے اس لیے ہم جو نماز میں دعا کرتے ہیں تو اللہ میاں سے جو مانگنا ہے وہ نماز میں مانگتے ہیں۔ بعد میں مانگنا تو اسی طرح ہے جس طرح اصل چیز سے ہٹ گئے اور باہر آ کر مانگنا شروع کر دیا۔ عقل بھی اس کو نہیں مانتی۔ اس لیے ہم دعا نہیں کرتے نہ ہی یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ نماز کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے۔ ہم تو وہ کام کرتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے کیا۔ اگر آپ ہاتھ اٹھا کر نماز کے بعد دعا کرتے تو ہم بھی کر لیتے لیکن عقل کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اس طرح کیا جائے۔ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ جب تم ایک دربار میں بادشاہ کے پاس جاؤ یا کسی شخص کے پاس کچھ لینے کے لیے جاؤ تو اس سے اس وقت مانگو جب اس کے سامنے ہو نہ یہ کہ باہر آ کر سڑک پہ کھڑے ہو کر مانگنا شروع کر دو۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ مختلف مذاہب کیسے بنے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مذاہب اس طرح بنے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا بنائی تو شروع میں تھوڑے لوگ ہوتے تھے۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ میاں نے ایک نبی مقرر کیا۔ جس طرح ہمارے زمانے کے لیے اللہ تعالیٰ مثال دیتا ہے کہ آدمؑ کو پیدا کیا۔

پھر اس کے بعد لوگ بڑھے، دوسرے علاقے میں چلے گئے تو وہاں کے لوگوں کی اصلاح کے لیے، ان کی تربیت کے لیے، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانے کے لیے ان کی قوم میں ایک نبی پیدا کر دیا۔ اس وقت اس طرح ٹرانسپورٹ (transport) تو نہیں ہوتی تھی۔ نہ جہاز ہوتے تھے، نہ کاریں ہوتی تھیں، نہ فون ہوتے تھے، نہ میسج ہوتے تھے، نہ واٹس ایپ گروپ بنے ہوئے تھے، نہ ای میلیں ہوتی تھیں۔ ہر ایک جس علاقے میں رہتا تھا وہیں رہتا تھا وہاں سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے لیے نبی بنائے، پھر بعض قوموں کے لیے نبی بنائے۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے بھیجا۔ انہوں نے فرعون کو یہی کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو یا مجھے ان کو تبلیغ کرنے دو۔

پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو حضرت موسیٰؑ کی تعلیم جاری رکھنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ بائبل میں لکھا ہے کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے آیا ہوں۔ وہ قومیں اس وقت پوری طرح تیار نہیں تھیں اس لیے اللہ تعالیٰ چھوٹی چھوٹی قوموں کو تیار کرتا رہا جو اعلیٰ ترین تعلیم کو سننے، جذب کرنے اور سیکھنے کے لیے تیار ہوئیں جو ابھی آنی تھی۔

اسی طرح ہر نبی جو آیا اس نے ایک آخری نبی کے آنے کی پیشگوئی کی۔ آج کل فلمیں بھی بنی ہوئی ہیں جن میں یہی ہوتا ہے کہ آخری نبی آئے گا۔ بعض مسلمان اور عیسائیوں کے چینل دکھاتے بھی ہیں۔ بہرحال وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ ہر نبی نے ایک آخری نبی کے آنے کی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی قوموں میں نبی آتے گئے تاکہ ان کی اصلاح ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ساری دنیا میں، ہر قوم کی پاکٹس کو اطلاع ہوگئی ہے اور اب یہ لوگ اچھی طرح پیغام سن بھی سکتے ہیں اور پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ جا بھی سکتا ہے اس وقت اونٹوں یا گھوڑوں کے ذریعہ سے سواری کرتے تھے یا بحری جہازوں کے ذریعہ سے کشتیوں کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ سکتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے لیے نبی کریم ﷺ کو نبی بنا کے بھیجا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن شریف کی صورت میں مکمل تعلیم دے دی اور یہ کہا کہ اس کو دنیا میں پھیلاؤ اور اس وقت جتنا زیادہ پھیلا سکتے تھے انہوں نے پھیلایا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے ایک وعدہ یہ بھی کیا تھا کہ آخری زمانے میں مسیح موعود کو بھیجوں گا جو اس پیغام کی تکمیل کرے گا۔ اس کو ساری دنیا تک پہنچائے گا کیونکہ اُس زمانے میں کمیونیکیشن اور رابطوں کے ذرائع زیادہ آسان ہو جائیں گے، جیسے آج کل ہو گئے ہیں۔ جہاز، شپ، کاریں، بسیں، ریل، ٹیکسٹ میسج ہو گئے، تم لوگ گروپ بنا کے ایک منٹ میں مختلف جگہ میسج بھیج دیتے ہو۔ پھر پرنٹنگ پریس آ گئے۔ کتابیں شائع ہونی شروع ہو گئیں۔ اس زمانے میں پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لیے مسیح موعودؑ کو بھیج دیا۔

شروع میں اس لیے مختلف مذاہب تھے کیونکہ لوگ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتے تھے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے دماغ کی اتنی capacity نہیں تھی کہ وہ مکمل پیغام کو جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا سمجھ سکیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب انسان کا دماغ evolution اور مذہب کو سیکھنے کے ذریعہ سے اتنا ڈیویلپ (develop) ہو گیا ہے اور پہلے نبیوں نے آنے والے کی خوشخبریاں بھی دے دیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے آخری نبی ﷺ کو بھیجا اور پھر اس کے بعد ان کے غلام کو بھیجا تاکہ سارے لوگوں کو اسلام کی تعلیم پہ اکٹھا کریں۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایک ہی مذہب ہے جو آخری مذہب ہے، جو final مذہب ہے۔ نہ بائبل نہ تورات اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے لیکن قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ وہ اصلی حالت میں محفوظ رہے گا اور چودہ سو سال ہو گئے ابھی تک اصلی حالت میں محفوظ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یہ دعویٰ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جس نے دنیا میں پھیلنا ہے۔ یہ ہمارا کام ہے، واقفات نو کا بھی، واقفین نو کا بھی اور جماعت کے ہر فرد کا بھی کہ جو کامل اور مکمل تعلیم آئی ہے اس پہ عمل بھی کریں اور دنیا میں تبلیغ کر کے اس کو پھیلائیں۔ اب وقف نو کی حیثیت سے تمہارا یہ کام ہے کہ اس بات کو سمجھو کہ اسلام آخری مذہب ہے اور یہی مذہب اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میں پھیلنے کے لیے بھیجا ہے اور آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی اور یہی شریعت اب ہم نے دنیا میں قائم کرنی ہے اور یہ ہمارا فرض، ہماری ڈیوٹی ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ ہم ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' کہتے ہیں ''فرماتی ہے'' کیوں نہیں کہتے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو نہ مرد ہے نہ عورت۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی gender نہیں۔ یہ تو اردو میں ہم کہتے ہیں۔ اردو زبان ایسی ہے کہ اگر اس میں کسی کے لیے عزت اور احترام کا لفظ بولنا پڑے، کسی بات کی majesty ظاہر کرنی پڑے، کسی کی طاقت کا اظہار کرنا پڑے تو وہاں ''فرماتا ہے'' کا لفظ بول دیتے ہیں۔ یہ تو زبان کا قصور ہے۔ اس زبان میں زیادہ عزت اور احترام اور بڑے آدمی کی majesty اور طاقت ظاہر کرنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اردو زبان کا ایک تصور ہے کہ جب مذکر کی حیثیت سے بولا جائے تو اس سے زیادہ طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ بہرحال ایک طاقت کا اظہار ہے جو اردو زبان میں ہے۔ یہ زبان کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نہ مرد ہے نہ عورت۔ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی ہے جو ہر چیز سے بلند و بالا ہے، ہر چیز پہ حاوی ہے، ہر چیز کو اس نے گھیرا ہوا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ نماز جنازہ کے وقت نمازیوں کے سامنے جنازہ کیوں رکھا جاتا ہے؟

اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا تمہارے خیال میں جنازہ نمازیوں کے پیچھے رکھنا چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ جنازہ سامنے اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حمد، درود شریف کے علاوہ نمازیوں کو فوت ہوئے شخص کے لیے دعا کرنے کی بھی تحریک ہو۔ لیکن بسا اوقات ہم جنازہ غائب بھی ادا کرتے ہیں۔

برکینا فاسو کے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ ان کے جنازے میرے سامنے نہیں تھے پھر بھی میں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پس اگر فوت ہوئے شخص کا جنازہ موجود ہو تو اسے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ نمازی فوت ہوئے شخص، اس کے لواحقین اور اپنے لیے بھی دعا کر سکیں۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ آپ کی اپنے والدین کے ساتھ سب سے پسندیدہ activities کون سی تھیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پتا نہیں، بے شمار ہوں گی۔ اب ساٹھ ستّر سال کے بعد تو ویسے ہی بھول گئیں۔ ان کی نصیحتیں کرنا۔ امی ابا کے ساتھ سیریں کرنا، پہاڑوں پہ جانا، پھرنا ہماری activities ہوتی تھیں۔ ماں باپ کے ساتھ تو ساری یادیں ہی اچھی ہوتی ہیں۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ پانچوں نمازوں میں جب ہم سب کچھ وہی پڑھتے ہیں تو پھر دن میں ایک نماز کیوں نہیں کافی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ شکر کرو پانچ نمازیں پڑھتی ہو۔ شروع میں تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو پچاس نمازیں پڑھنے کے لیے کہا تھا۔ پچاس نمازیں پڑھنی پڑتیں تو تم سکول بھی نہ جا سکتی۔

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہم اس کو کہتے ہیں تُو رب العالمین ہے۔ تُو ساری دنیا کا ربّ ہے۔ پھر بے شمار رحم کرنے والا ہے بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ دنیا کے کاموں کی جزا سزا بھی دینے والا ہے۔ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم عبادت کر سکیں۔

ہم سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں، اس کا ترجمہ سیکھو تو پتا لگے گا۔ بار بار ہم اس سے مانگتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعاموں کا وارث بنائے، ہمیں انعام دیتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ جب دے دیتا ہے تو انسان کو شکر گزار بھی ہونا چاہیے۔ پھر ہم شکر گزاری کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کہ اس نے ہم پہ احسان کیا اور ہمیں اتنی نعمتیں دیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں کپڑے دیے، اچھا کھانا دیا، فریج میں تمہارے جوس اور دوسرے ڈرنکس پڑے ہوتے ہیں جو تم پی لیتی ہو۔ تمہیں برگر کھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ تم یہاں آؤ تو لنگر خانے سے پلاؤ اور بریانی مل جاتی ہے اور گھر میں اماں تمہیں اچھے اچھے کھانے پکا کے دے دیتی ہے۔ تم اچھے کپڑے پہن لیتے ہو، عید والے دن تم لوگ اچھے کپڑے پہنتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری نعمتیں دی ہوئی ہیں تو شکر گزاری کے طور پہ ہم اس کا شکر کرتے ہیں۔

پانچ وقت ہم شکر کرتے ہیں کیونکہ انسان کی دن کے وقت بھی پانچ حالتیں ہیں۔ کبھی اس کا عروج ہوتا ہے جس طرح سورج چڑھتا ہے۔ پھر زوال ہوتا ہے۔ پھر سورج آ کر اپنے ایک peak پہ پہنچ کر پھر نیچے گرنا شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر نیچے چلا جاتا ہے، پھر ڈوب جاتا ہے، پھر اندھیری رات آ جاتی ہے۔ دن میں بھی پانچ وقت ہیں۔ تم کہتے ہو ایک نماز کیوں نہیں پڑھ لیتے۔ تو پھر تم کہو گی کہ سارا دن سورج کیوں نہیں رہتا؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر میں چاہتا تو میں مستقل سورج نکال کر رکھتا۔ رات ہوتی ہی نہ۔ پھر تم کیا کر لیتے؟ اگر میں چاہتا تو صرف رات ہی رات ہوتی اور دن نہ ہوتا پھر تم کیا کر لیتے؟ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے دن کی مختلف حالتیں رکھی ہیں اور جس طرح دن کو سورج سے طلوع کیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ سورج نیچے جاتا رہا، رات آئی اور رات کے بعد پھر دن آیا۔ انہی حالتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہم پہ نمازیں فرض کی ہیں تا کہ ہم اس کے مطابق عبادت کر سکیں، اللہ تعالیٰ کا شکر کر سکیں، دن کے مختلف وقتوں میں ہمارے سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کی معافی مانگ سکیں اور آئندہ آنے والی چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے جو فائدے رکھے ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے دعا کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ انعامات دیتا رہے۔ دن کے پانچ وقت ہیں اس لیے نمازوں کے بھی پانچ وقت ہیں۔

ایک سوال کیا گیا کہ عورتوں کے لیے پردے کا حکم ہے لیکن ان کے لیے صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر وہ صبح سیر کے لیے گھر سے باہر جائیں تو کیا وہ اپنا سر cover کر کے سکارف کو کوٹ یا جیکٹ کے اندر ڈال کر جوگنگ (jogging) کر سکتی ہیں؟ اگر کر سکتی ہیں تو کس حد تک اجازت ہے کیونکہ اکثر وہاں غیر مرد بھی جوگنگ کر رہے ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں تم بے شک جوگنگ کرو، اجازت ہے۔ مَیں پارک میں جاتا رہا ہوں وہاں میں نے دیکھا ہے انگریز لڑکیوں نے بھی پورا ٹریک سوٹ پہنا ہوتا ہے۔ وہ جانگیا پہن کر یا شارٹس پہن کر تو جوگنگ نہیں کر رہی ہوتیں۔ مردوں اور عورتوں نے ٹریک سوٹ پہنا ہوتا ہے اور سردیوں میں تو اکثر نے اپنے کان بھی ڈھانکے ہوتے ہیں اور اوپر ٹوپی لی ہوتی ہے بلکہ گرمیوں میں بھی بعضوں نے پی کیپ پہنی ہوتی ہے۔ کیپ پہن کر سر ڈھانکے ہوتے ہیں۔ تم لوگ ایک ماڈرن قسم کا ڈیزائن کر لو۔ کیپ اور زیادہ ٹائٹ لباس نہ ہو تو تم پارک میں سیر بھی کر سکتی ہو اور جوگنگ بھی کر سکتی ہو، کسی نے نہیں روکا۔

یہ خیال رکھنا کہ دوسروں سے زیادہ مکس اپ (Mix up) نہیں ہونا۔ اپنی exercise کرو، دوڑ لگاؤ اور واپس آ جاؤ۔ زیادہ بہتر ہے اگر تمہارے ساتھ تمہارا کوئی مرد بھائی یا ابا ساتھ ہوں کیونکہ آج کل بعض پارکوں میں بعض وقتوں میں اچھے لوگ نہیں آتے بعض غلط قسم کے لوگ آ جاتے ہیں۔ تو اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ مرد بھی ساتھ ہو۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا ہم باہر مانگنے والوں کو پیسے دے سکتے ہیں جبکہ ہمیں یہ علم نہیں ہوتا کہ کیا وہ واقعی غریب ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان یورپین ممالک میں بعض نشے کرنے والے بھی مانگتے ہیں۔ بیٹھے پیسے مانگتے ہیں کہ ہم addicted ہیں، نشہ، سموکنگ کرنی ہے یا شراب پینی ہے۔ بہانہ یہی کرتے ہیں ہم بھوکے مر گئے ہمیں پیسے دے دو اور جا کے شراب پی لیتے ہیں یا نشہ کر لیتے ہیں۔ بہرحال جو بھی تمہارے سے مانگتا ہے تم اگر دیکھو کہ غریب ہے اور تمہارا اس کو پیسے دینے کا دل چاہتا ہے تو بے شک دے دو۔ لیکن زیادہ بہتر طریقہ یہی ہے کہ جو charities ہیں ان کو پیسے دو۔ عیسائیوں کی چیریٹیز بھی ہیں جن میں جماعت ان کو دیتی ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ یا جماعتی طور پر بھی ہم دنیا کی دوسری چیریٹیز کو پیسے دیتے ہیں تا کہ وہ غریبوں پر خرچ کر سکیں۔ ان کو پتا ہوتا ہے کہ ہم نے کہاں خرچ کرنا ہے۔ بچوں کی تعلیم پہ، کھانا کھلانے پہ یا لوگوں کے علاج کرانے پہ خرچ کرنا ہے۔ اس لیے ہم ان چیریٹیز کو بھی رقم دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص انفرادی طور پر بھی تم سے مانگے تو ہماری یہی تعلیم ہے کہ اس کو نہ دھتکارو، کچھ دے دو چاہے تھوڑا دو۔ اگر نہیں دینا تو پھر سلام کر کے آ جاؤ لیکن ڈانٹو نہ، کیا پتا وہ ضرورتمند ہے یا نہیں کیونکہ ہم دل کا حال تو نہیں جانتے۔ تمہارا دینے کو دل چاہتا ہے تو دے دو۔ کیا پتا وہ غریب ہی ہو، تم اس کو امیر سمجھتی ہو اور اللہ میاں کو یہ پسند نہیں کہ ہم کسی کو انکار کریں۔ مانگنے والے کو دے دینا چاہیے یہی اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ ’مقام محمود‘ سے کیا مراد ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک بلند مقام ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال بجا لائے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے نیک اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور مقام محمود حاصل کرنے کی توفیق دے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اگر کوئی نماز ادا کرنا بھول جائے تو کیا کیا جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا تم کبھی کھانا کھانا بھولی ہو یا کبھی سکول جانے سے پہلے ناشتہ کرنا بھولی ہو؟ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہو تو نماز ادا کرنی نہیں بھولنی چاہیے۔ اگر کوئی کام یا سکول سے دیر سے گھر آنے کی وجہ سے نماز پڑھنی بھول جائے اور اگلی نماز سے پہلے اسے یاد آ جائے تو وہ نماز ادا کرے لیکن اس بات کا خیال رکھے کہ ممنوع اوقات نہ ہوں۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ کا جائے نماز کیسا ہوتا تھا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ابتدائی زمانے میں مسجد نبوی میں چھت نہیں ہوا کرتی تھی۔ جب مسلمان سجدہ کرتے تو بارش کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر کیچڑ کے نشان ہوتے کیونکہ وہ زمین پر ہی سجدہ کرتے تھے۔ پھر مسلمان کھجور کے پتوں سے میٹ بناتے جو نماز کے لیے بھی اور سونے کے لیے بطور بستر استعمال ہوتے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ آرام فرما کر اٹھے تو حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ کھجور کے پتوں کے نشان آنحضرت ﷺ کی کمر پر موجود تھے۔ پس اس وقت کھجور کے پتے سے بنے ہوئے میٹ کو ہی بطور جائے نماز استعمال کیا جاتا تھا۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف سیارے کیوں بنائے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کی مرضی ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پین آ جاتا ہے تم لکیریں کھینچتی رہتی ہو۔ تمہاری مرضی ہوتی ہے تو بناتی ہو۔ کبھی گول دائرہ کھینچ لیا، کبھی square بنا لیا، کبھی triangle بنا لیا۔ تمہاری مرضی تم بناتی رہتی ہو تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بادشاہ ہے، اس کی مرضی ہے جو مرضی بنائے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے جو بھی میں نے کائنات میں پیدا کیا ہے فضول نہیں پیدا کیا۔ ہر چیز کا ایک مقصد ہے اور ہر سیارے کا ایک مقصد ہے۔ اسی کی وجہ سے ہماری کائنات اور کشش ثقل بھی قائم ہے۔ ہر سیارے کا فائدہ دوسرے سیارے کو ہو رہا ہوتا ہے اور ان کا زمین پہ بھی اور آبادیوں پہ بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیارے اس لیے بنائے ہیں تا کہ ایک ایسا نظام بنا دے جو ہمارے فائدے کے لیے ہو۔ اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اس کی قدرت کا بھی پتا لگے۔

دنیا کو بھی یہ آہستہ آہستہ معلوم ہو رہا ہے۔ سائنٹسٹ ریسرچ کرتے جاتے ہیں۔ تم بڑی ہو گی تو تمہیں بھی پتا لگ جائے گا کہ کس سیارے کا کیا مقصد ہے اور کتنے فائدے ہو رہے ہیں۔ بے شمار ستارے ہیں۔ ایک تو بڑے بڑے planets ہیں ان کا اپنا ایک بڑا سولر سسٹم ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار چھوٹے چھوٹے ستارے جو ہمیں دور سے نظر آتے ہیں ان کا بھی ایک مقصد ہے اور ان کا انسانی زندگی پہ اثر بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بھی نشان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے فائدے کے لیے بنائے ہیں۔

سیکرٹری صاحبہ ناصرات کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا بچوں کو اردو سکھانے کے حوالے سے کام کیا ہے؟

اس پر سیکرٹری صاحبہ نے عرض کی کہ واقفات نو کے لیے انتظام ہے جس میں ہم انشاء اللہ ناصرات کو بھی شامل کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں اردو میں بتایا کریں پھر اس کا ترجمہ کیا کریں۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے تمام شاملین کو فرمایا کہ چلو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ الفضل 3 فروری 2023ء)

❁ ❁ ❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے ❁ چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی ❁ عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اَٹ گئی

طالب دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

eTAX SERVICE
GST Suvidha Kendra

Reyaz Ahmed
GST Consultant/TRP
H.O. F-43A School Road
Khanpur, New Delhi - 110062
www.etaxservice.in
reyaz.reyaz@gmail.com
98178 97856
92780 66905

Our Services
Income Tax Filling
GST Reg. & Return Filling
Pvt. Ltd. Reg. and Accounting Services
Trade Mark and Logo Reg. Services
FSSAI Licence for Food Vendors
MCD License
GeM and Procurement Reg.
Import Export Code

طالب دعا : ریاض احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ دہلی)

ھوالشافی

N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 / جولائی 2024ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ ساجدہ کنول صاحبہ بنت مکرم مرزا محمد اصغر صاحب (جماعت برسٹل۔ یوکے)

4 / جولائی 2024ء کو 45 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، نیک سیرت، دیندار، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی جماعت کی ایک فعال ممبر تھیں۔ آپ نے بطور صدر لجنہ اماء اللہ نیوپورٹ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مسجد بیت الرحیم کارڈف کے لیے فنڈ ریزنگ کے لیے سٹال بھی لگاتی رہیں۔ آپ کا پردے کا معیار مثالی تھا۔ اپنی طویل بیماری کو بڑی ہمت اور صبر سے برداشت کیا اور کبھی زبان پر شکوہ نہ لائیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے بھائی مکرم مرزا محمد سہیل شہزاد صاحب جماعت برسٹل میں لوکل نائب صدر کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم سیٹھ محمد سلیم صاحب ابن مکرم اللہ بخش صاحب مرحوم (کنری ضلع عمر کوٹ سندھ)

29 مئی 2024ء کو تقریباً 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، اپنوں اور غیروں کے کام آنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنے آموں کے باغ کی آمد میں سے دسواں حصہ بیوگان اور غریبوں میں تقسیم کرتے اور غریب رشتہ داروں کی بھی وقتاً فوقتاً مالی مدد کرتے تھے۔ قانونی معاملات میں بھی لوگوں کی مدد اور راہنمائی کیا کرتے تھے۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا اور افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا احترام کرتے تھے۔ مقامی سطح پر سیکرٹری امور عامہ اور چند سال قاضی کے طور خدمت بجالاتے رہے۔ 1985ء میں کلمہ تحریک میں دیگر عہدیداروں کے ساتھ تقریباً سوا مہینہ حیدرآباد جیل میں اسیر راہِ مولیٰ رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم نسیم احمد صاحب (کارکن مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ) کے والد تھے۔

(2) مکرمہ آسیہ ضیاء صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد ضیاء صاحب (آخن۔ جرمنی)

9 / مئی 2024ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک مخلص خاتون تھیں، جماعتی پرگراموں میں حتی المقدور شامل ہونے کی کوشش کرتی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم نصیر احمد ملک صاحب (آسٹریلیا)

13 / مئی 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ جوانی سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اسلام آباد پاکستان میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال رہے۔ MTA کے آغاز سے ہی اپنے گھر میں ڈش لگوائی اور حلقہ کے احباب خطبات سننے آپ کے گھر آیا کرتے تھے۔ گھر آنے والے مہمانوں کی خدمت دلی خوشی سے کرتے۔ اپنا ہر کام خود ہاتھ سے کرنے کی عادت تھی۔ باوجود مالی فراخی کے انتہائی سادگی سے زندگی بسر کی۔ آخری عمر میں بیماری کی وجہ سے کئی سال بستر پہ گزارے اور تکلیف کے باوجود ملنے والوں سے ہمیشہ مسکرا کر ملتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب (صدر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا) کے خسر تھے۔

(4) مکرم صوبیدار ریٹائرڈ محمد رفیق خان صاحب ابن مکرم علی محمد خان صاحب (سسکاٹون کینیڈا)

26 / جون 2024ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر فضل کریم صاحب رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم علی محمد خان صاحب کے ذریعہ ہوا۔ آپ کو چھوٹی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ قادیان جا کر جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا بھی موقع ملا۔ 1952ء میں یاری پورہ جموں کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان میں سکونت اختیار کی اور 32 سال تک دیانتداری سے فوج کی ملازمت کی اور ریٹائرمنٹ پر آپ کو خوشنودی کا سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا۔ 2013ء سے آپ جماعت سسکاٹون کے فعال رکن تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، سادہ مزاج، متوکل علی اللہ، مہمان نواز، غریب پرور، مخلوق خدا کے خیر خواہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ خلافت سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور بچوں کو بھی ہمیشہ خلافت سے بڑی مضبوطی سے جوڑے رکھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد منور عابد صاحب (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی) کے والد تھے۔

(5) مکرمہ محمدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شاہ الحمید صاحب (میلاپالیم۔ تامل ناڈو۔ انڈیا)

6 / مئی 2024ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے 1992ء میں ایک خواب دیکھنے کے بعد بیعت کی سعادت حاصل کی۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دعا گو، خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی، ایک اچھے اخلاق کی مالک نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ایس عبدالقادر صاحب (مربی سلسلہ) آجکل ضلعی مبلغ انچارج کے طور پر اور آپ کی چھوٹی بیٹی مکرمہ فاطمہ غوثیہ صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر اللہ سیٹھ صاحب صدر لجنہ اماء اللہ میلاپالیم کے طور پر خدمت کر رہی ہیں۔

(6) عزیزہ ملیحہ ایمان بنت مکرمہ ارم نصیر صاحبہ (دارالعلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ)

14 / جون 2024ء کو 14 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عزیزہ وقف نو کی تحریک میں شامل تھی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی اور اجتماعات میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھی۔ بہت ہی ہنس مکھ، زندہ دل، محنتی، فرمانبردار، ذمہ دار، کم گو اور اطاعت گزار بچی تھی۔ پڑھائی میں دلچسپی لیتی، ہمیشہ وقت پر کام کرتی اور کوشش کرتی کہ اس کی وجہ سے کسی کو بھی کوئی پریشانی نہ ہو۔ کلاس فیلوز کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتی تھی۔ دوستوں کی پڑھائی میں مدد بھی کیا کرتی تھی۔ اپنا وقت کبھی ضائع نہیں کرتی تھی۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ ایک بھائی شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا نعیم الدین صاحب مرحوم (اسیر راہ مولیٰ) کی پڑنواسی اور مکرم رانا وسیم احمد قمر صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کی بھانجی کی بیٹی تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ۞۞۞

اعلان برائے اسامی درجہ دوم صدر انجمن احمدیہ قادیان
شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔ (2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (3) اُمیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔ (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔ (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزءِ اوّل:: ● قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ ● چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات)**

جزءِ دوم:: ● کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ● مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ● نظم از درّ ثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات)**

جزءِ سوم:: ● انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات)**

جزءِ چہارم:: ● حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات)**

جزءِ پنجم:: ● عام معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔ (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔ (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی۔ (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592, 09888232530 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

نمود و نمائش سے پرہیز کریں، غریبوں کو مشکلات میں نہ گرفتار کریں

”شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دولہا والے دولہن کے لئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار۔ باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے ...... صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے ...... جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ یہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کر لے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو“

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 101 تا 103)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12007: میں منی پروین زوجہ مکرم Sahirul Islam صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش :13 مارچ 1985 تاریخ بیعت 2002ء ساکن نکرگچ ضلع دارجلنگ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 13 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/60,000روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/4,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی — الامۃ : منی پروین — گواہ : شیخ محمد داؤد علی

مسل نمبر12008: میں فریدہ خاتون زوجہ مکرم شیخ صدام حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 11 اگست 2001 تاریخ بیعت 2010 ساکن ایسٹ ڈنتلہ ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 18 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/30,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد ازب جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد داؤد علی — الامۃ : شیخ فریدہ خاتون — گواہ : ناصر الدین

مسل نمبر12009: میں محمد واصب انصاری ولد مکرم محمد منور علی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش :4 اکتوبر 1990 تاریخ بیعت 2013 ساکن آر این سنا روڈ کرشنہ بلڈنگ ڈارجلنگ صوبہ ویسٹ بنگال مستقل پتہ: تین پہاڑ ضلع صاحب گنج صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 14 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر الدین — العبد : محمد واصب انصاری — گواہ : اظہر الدین خان

مسل نمبر12010: میں ملیکہ خاتون زوجہ مکرم محمد نور جمال صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 13 فروری 1992 تاریخ بیعت 2008 موجودہ پتہ: احمدیہ مسلم مشن ایسٹ دنتلہ سٹلائٹ ٹاؤن شپ ضلع جلپائی گوڑی صوبہ ویسٹ بنگال مستقل پتہ: ویسٹ نٹ بازار چھٹ ہاٹ ضلع دارجلنگ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 18 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/21,001 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد نور جمال — الامۃ : ملیکہ خاتون — گواہ : شیخ محمد داؤد علی

مسل نمبر12011: میں انم آفرین زوجہ مکرم سَوردی احمد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ بیعت 5 مئی 1997 تاریخ پیدائش 2010 ساکن بدر پور بولیا ڈنگا ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 29 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر میں سونے کے زیورات کان کی بالیاں ڈھائی گرام، انگوٹھی ڈیڑھ گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مُحیدُل میاں — الامۃ : انم آفرین — گواہ : محمد ابوالحسن

مسل نمبر12012: میں شہناز پروین بنت مکرم مُحیدُل میاں صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23 اکتوبر 2003 پیدائشی احمدی ساکن نروجپور ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد علی — الامۃ : شہناز پروین — گواہ : مُحیدُل میاں

مسل نمبر12013: میں فرقان احمد ملکانہ ولد مکرم عزیز احمد ملکانہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش یکم جنوری 1978 پیدائشی احمدی ساکن محلہ باب الابواب قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : رفیق احمد ملکانہ — العبد : فرقان احمد ملکانہ — گواہ : عطاء الحیٔ قاضی

مسل نمبر12014: میں مدثر احمد ولد مکرم عتیق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانگی ملازم تاریخ پیدائش 29 مئی 1999 پیدائشی احمدی ساکن سنتوشنگر کالونی حیدر آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر احمد — العبد: مدثر احمد — گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر12015: میں منصورہ زوجہ مکرم زاہد کریم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 30 جون 1971 پیدائشی احمدی ساکن چھاؤنی غلام مرتضیٰ فلک نما حیدر آباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 4 تولے 22 کیریٹ حق مہر 10 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : غلام طیب احمد خان — الامۃ : منصورہ — گواہ : مریم عظیم

مسل نمبر 4789: میں نظام احمد ولد مکرم کے کے عبد اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 11 مئی 1966 پیدائشی احمدی ساکن kizhake thazhath,koothappilly road کوچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2007 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے: گھر مع زمین سروے نمبر 370/3 بمقام کوچی قیمت 25 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6,000 سعودی ریال ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اعجاز احمد — العبد : نظام احمد — گواہ : ماجد منور

مسل نمبر12016: میں نویدہ خلت بنت مکرم دلدار محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 16 جون 2004 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اگست 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی — الامۃ : نویدہ خلت — گواہ : انورالدین

مسل نمبر12017: میں شمشاد اختر زوجہ مکرم منجو دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 جولائی 2000 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل گھناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 27 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک انگوٹھی قیمت بارہ ہزار روپے، کانوں کی بالیاں قیمت بارہ ہزار روپے، پائل -/5,000 روپے، نوز پن -/1,000 روپے۔ حق مہر ایک لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطاب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ مختصر بیان کر دیتا ہوں۔
ایک مقصد ہے زُہد، پھر تقویٰ، پھر خدا ترسی، پھر نرم دلی، پھر محبت و مواخات، پھر عاجزی، پھر سچائی اور راستبازی، پھر دینی مہمات کے لیے سرگرمی دکھانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے یہ تین دن گزاریں اور پھر اسے زندگی کا حصہ بنائیں۔
اگر ہم یہ سوچ نہیں رکھتے اور اس کے لیے کوشش نہیں کرتے تو ہمارا یہاں آنا فضول اور بے فائدہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں رہتے ہوئے جذبات کی قربانی خدا تعالیٰ کی خاطر کی جائے یہ زُہد ہے

دنیا میں رہتے ہوئے دین کو مقدّم کرنے والے ہم بنیں گے تو تبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور آپؑ کی توقّعات کو پورا کرنے والے بنیں گے

ہمیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کافی نہیں اگر تقویٰ کی شرط پوری نہیں

مومن ہر حالت میں عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر ایسی جگہ جہاں جذبات کو انگیخت کیا جائے، جہاں بڑائی بیان کر کے مقابلے کی صورت پیدا کی جائے وہاں عاجز لوگ سلام کر کے اٹھ جاتے ہیں۔
تکبّر دکھانے والے کو اللہ تعالیٰ نے جاہل ٹھہرایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک مقابلے سے انکار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا: ’’تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔‘‘

اگر بیان کیے گئے اوصاف انسان میں پیدا ہو جائیں تو دین تو خود بخود دنیا پر مقدّم ہو جاتا ہے
اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے والے ہو سکتے ہیں،
پھر ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے والے بن سکتے ہیں، پھر ہی ہم خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر سکتے ہیں۔
ورنہ ہمارے قول اور فعل کا تضاد ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دے گا۔ ہم نام کے بیعت کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔
ہمارے عمل اس کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کے مقاصد کا بصیرت افروز بیان

(فرمودہ 26/جولائی 2024ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہیمپشئر۔ یوکے)

امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2024ء سے معرکہ آرا افتتاحی خطاب

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ایک بار پھر ہمیں جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق دے رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم ایک بار پھر اپنے نفس کی اصلاح اور پاکیزگی اور آپس کی محبت اور بھائی چارے کو بڑھانے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جلسہ کے انعقاد کا مقصد تھا۔ پس ان تین دنوں میں اس مقصد کو سامنے رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہے کہ اسے کوئی معمولی جلسہ نہ سمجھو۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341) تو یہ مقصد تو تبھی پورا ہو سکتا ہے جب ہم ایک غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لیے اس جلسہ میں شامل ہوں اور اس کے لیے بھرپور کوشش کریں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے یہ تین دن گزاریں اور پھر اسے زندگی کا حصہ بنائیں۔ اگر ہم یہ سوچ نہیں رکھتے اور اس کے لیے کوشش نہیں کرتے تو ہمارا یہاں آنا فضول اور بے فائدہ ہے۔

جلسہ کا جو اتنا وسیع نظام کیا گیا ہے اور لاکھوں پاؤنڈز خرچ اور ہزاروں کارکنوں کی ہزاروں گھنٹوں کی محنت ہے یہ صرف دنیاوی میلے کے اظہار کا ذریعہ بنے گی۔ پس شاملینِ جلسہ ان دنوں میں مکمل طور پر دنیاوی معاملات کو دلوں سے نکال کر اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ مختصر بیان کر دیتا ہوں۔ ایک مقصد ہے زُہد، پھر تقویٰ، پھر خدا ترسی، پھر نرم دلی، پھر محبت و مواخات، پھر عاجزی، پھر سچائی اور راستبازی، پھر دینی مہمّات کے لیے سرگرمی دکھانا۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس یہ وہ باتیں ہیں جن کو ان دنوں میں ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ پہلی بات ہے زُہد۔ زُہد کیا ہے؟ ہم سادہ الفاظ میں کہہ دیں گے کہ زُہد نیکی اور تقویٰ ہے لیکن زُہد کے حقیقی اور گہرے معنی ہیں کہ ہر قسم کے جذبات کو قربان کرنا۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا اس حالت کو پیدا کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں یا ہمارے دلوں میں اس کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ پھر زُہد کے معنی ہیں اپنی دلی خواہش سے اور کسی دعوے سے دستبردار ہونا۔ جو ذاتی خواہشات ہیں ان سے دستبردار ہونا۔ اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑنا۔ ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیا ہم یہ حالت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں یا کر رہے ہیں یا یہ خواہش ہمارے دل میں ہے کہ ایسا ہو۔ پھر اس کے معنی ہیں مستقل مزاجی سے کسی بھی بری چیز سے بچتے چلے جانا اور اسے سختی سے ردّ کرنا۔ کیا یہ حالت ہمارے اندر ہے یا دنیا کی خواہشات اور برائیاں اور لغویات ہمیں تھوڑی دیر بعد اس کی طرف، دنیاوی خواہشات کی طرف راغب کر دیتی ہیں۔

پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی خواہش نہ کرنا۔ دنیا کمانے سے خدا تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا لیکن دنیا کو دین پر مقدم کرنے سے منع فرماتا ہے اور یہ تو ہم اپنے عہد میں، ہر عہد میں کہتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا یا عورتیں یہ عہد کرتی ہیں کہ مقدم رکھوں گی لیکن کتنے ہیں جو اس عہد کا پاس کرتے ہیں، اسے ہمیشہ اپنے دل میں

رکھتے ہیں۔اور پھراس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بعض باتوں سے بچنا اور پھر یہ بھی ہے اس کا مطلب کہ اپنے معاملے خدا تعالیٰ پر چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصود بنانا۔ نفسانی خواہشات سے مکمل طور پر بچنے کی کوشش کرنا۔ اب دیکھیں صرف اس ایک لفظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لیے اصلاح کے تمام پہلو بیان کردیے۔ اگر ہم اس ایک لفظ کی گہرائی کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگ جائیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے اور دین و آخرت بھی سنور جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ اسلام میں رہبانیت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ (شرح السنۃ از علامہ بغوی جزء2 صفحہ 371 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت) آپؐ نے فرمایا: حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینا اور اپنے مال کو ضائع کردینے سے بھی زُہد کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی دنیاوی جھمیلوں سے فرار حاصل کرکے جنگل میں چلا جاتا ہے، رشتوں کے حقوق سے بچتا ہے تو یہ بھی زُہد کے خلاف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں رہتے ہوئے جذبات کی قربانی خدا تعالیٰ کی خاطر کی جائے یہ زُہد ہے۔
(ماخوذ از سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا حدیث 4100)

اگر کوئی حق چھوڑنا بھی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑا جائے یہ زُہد ہے۔ دنیا کی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں روک نہ بننے دیا جائے یہ زُہد ہے۔ دولت کو دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنا اور حقوق العباد کے لیے خرچ کرنا یہ زُہد ہے۔

پس دولت کمانے سے منع نہیں کیا گیا لیکن اس میں ہر ایک کا حق رکھنا اور اسے ادا کرنا ایک مومن کے لیے شرط رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خرچ کی یہ حالت آج بھی ہمیں بہت سے احمدیوں میں نظر آتی ہے۔ پس یہ وہ زُہد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ کے مقاصد میں بھی اسے شامل فرمایا۔ اگر یہی ایک بات ہم میں حقیقت میں پیدا ہوجائے تو ایک انقلاب ہم اپنی زندگیوں میں بھی لا سکتے ہیں اور اپنے ماحول میں بھی لا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدم رکھے۔ اور ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔‘‘ اگر اللہ چاہے تو پھر ہی دین کو دنیا پر انسان مقدم رکھ سکتا ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ضروری ہے۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں: ’’چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزارہا روپیہ کے لین دین کرنے میں مصروف تھا ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل‘‘ یعنی اس کاروبار کرنے والے کا دل ’’باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ (النور: 38) کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کا ہے جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے وہ قابلِ تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کردو اور دنیوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ ملازم کو چاہیے کہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدم رکھے۔‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 105-106)

پس دنیا میں رہتے ہوئے دین کو مقدّم کرنے والے ہم بنیں گے تو تبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور آپؑ کی توقّعات کو پورا کرنے والے بنیں گے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا خلاصہ یہ کہ زُہد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ لغویات کو ردّ کرنا ضروری ہے۔ بداخلاقی سے رکنا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا یہ زُہد ہے۔ رنجشوں کو دُور کرکے صلح کی بنیاد ڈالنا یہ زُہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا یہ زُہد ہے۔ یہ میں نے زُہد کے متعلق مختصر بتایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل میں جائیں تو مزید نیکی کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے یہ ایک عظیم مقصد بیان فرمایا۔ جیسا کہ میں نے کہا اگر ہم یہ باتیں اپنے اندر پیدا کریں تو ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ باقی باتیں جو آپؑ نے بیان فرمائیں وہ زُہد کی ہی مزید تفصیل ہے۔ فرمایا: ایک مقصد جلسہ کا تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک مصرعہ فرمایا کہ ’’ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے۔‘‘ ابھی نظم میں بھی یہ شعر پڑھا گیا۔ تو اس پر الہام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 228۔ ایڈیشن 2022ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ تقویٰ کی طرف توجہ دلائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو قرآن کی حکومت دنیا میں قائم کرنے آئے تھے آپؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے ماننے والوں کو بتادو کہ نیکی کی جڑ کو پکڑلو جو تقویٰ ہے تو پھر خدا ملے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ اگر صرف دنیا کے پیچھے دوڑتے رہے تو شاید دنیا کا عارضی فائدہ تو حاصل کرلو لیکن خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔

ہمیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کافی نہیں اگر تقویٰ کی شرط پوری نہیں۔

خدا تعالیٰ کا خوف اور اس سے محبت کے لوازمات پورے نہیں ہوتے۔ جب یہ ہوگا تو پھر ہی حقیقی نمازیں بھی ہوں گی۔ جس شدت سے ہم ذاتی ضرورت کے وقت دنیاوی ضرورت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس شدّت سے دینی بہتری کے لیے، اپنے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لیے، تقویٰ میں بڑھنے کے لیے دعا نہیں کرتے تو پھر ایسی نمازوں اور دعاؤں کی اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ جائزے لیں گے تو تبھی ہم اپنے مقصد کو پانے والے ہوں گے اور جماعتی لحاظ سے بھی اس شر سے محفوظ رہیں گے جو مخالفین ہمارے خلاف اکثر پھیلاتے رہتے ہیں۔ کہنے کو تو مخالفین بھی نمازیں پڑھتے ہیں اور پاکستان میں مخالفین کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا حق صرف ہمیں ہے۔ احمدی نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن ان مخالفین کی نیتوں میں فتور ہے۔ تقویٰ سے عاری ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک تو ایسے لوگوں کی عبادتیں قبول نہیں ہوتیں جو ظلم کرنے والے ہیں اور ظلم پھیلانے والے ہیں اور ظلم کی تعلیم دینے والے ہیں، جو کلمہ گوؤں کو قتل کے فتوے دینے والے ہیں اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ایسے لوگ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے۔

پس جب ایسے لوگوں کے نمونے ہم دیکھتے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہوئے تقویٰ میں مزید بڑھنے اور ایمانوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی ہماری نمازیں بھی مقبول ہوں گی اور تبھی ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ حقیقی نیکی کی تلاش میں رہیں اور اسے بجالانے کی کوشش کرتے رہیں۔ وہ نیکی جو ایک حقیقی مومن کا خاصہ ہے۔ وہ نیکی جو خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور کیے گئے رکوع و سجود سے ملتی ہے۔ وہ نیکی جس میں اخلاص اور سوز و گداز ہے اور اس سوز و گداز سے کیے گئے رکوع و سجود ہوں۔ وہ نیکی جو ہمارے صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبانوں کو تر کرنے والا بنانے والی ہو۔ وہ نیکی جس میں عبادت کے اعلیٰ معیار ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ وہ نیکی جس میں نفس کی ملونی نہ ہو۔ وہ نیکی جس میں حقیقی رنگ میں حقوق العباد ادا کرنے کا جوش ہو۔ ان سے ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہو۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے غریبوں، یتیموں اور بے کسوں کی محبت میں ترقی کرنے والے ہوں اور یہ سب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان باللہ میں ترقی کرو۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں ترقی کروگے تو یہ چیزیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہوگا تو برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی طرف بھی انسان توجہ کرے گا۔

اس کو سمجھنے کے لیے پھر یوم آخرت پر ایمان ہے۔ یہ قوی ہوگا تو برائیوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ ہوگی کیونکہ یہی بات آخرت کے انجام کی طرف توجہ دلاتی ہے اور ان باتوں کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ ضروری ہے۔ اگر یہ ہے اور یہ توجہ قائم رہے گی اور اسے سمجھنے کی طرف توجہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا بھی پتہ چلے گا اور اس پر عمل کرکے انسان پھر تقویٰ میں بڑھتا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ورنہ صرف بیعت کرلینا اور کہہ دینا کہ الحمد للہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں کافی نہیں۔ پس ان جلسہ کے دنوں میں ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ جلسہ ہمیں کیا سکھا رہا ہے اور کیا انقلابی تبدیلی ہے جو ہم اپنے اندر پیدا کر رہے ہیں؟ کیا ہماری نمازوں اور عبادتوں کے معیار بلند ہوئے ہیں؟ کیا ہماری توجہ اب نماز کے دوران خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کا معیار پہلے سے بلند ہوا ہے؟ حقوق العباد کی ادائیگی کا معیار پہلے سے بلند ہوا ہے؟ کیا ہمیں اپنے عہد پورا کرنے کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہوئی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں تمہارے عہدوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ہے ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہیں تو اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا جب اللہ تعالیٰ ہمارے سے ہمارے عہد کے بارے میں پوچھے تو ہم اس کا مثبت جواب دے سکیں گے کہ ہاں ہم نے اس کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی یا ادھر ادھر کے بہانے تلاش کریں گے۔

پھر آپس کے معاہدات میں عہد ہیں۔ انہیں بھی پورا کرنا ایک مومن کے لیے ضروری ہے۔ یہ احکام تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں۔ جب ہم قرآن کریم کو اس توجہ اور نیت سے پڑھیں گے کہ اس پر عمل کرنا ہے تبھی ہم حقیقی ایمان لانے والے اور تقویٰ پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔ پھر تقویٰ پر چلنے والے کے لیے ملکی قانون کی پاسداری بھی ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ٹکرائے جیسا کہ پاکستان میں احمدیوں کو نماز، قرآن پڑھنے سے روکنے کا حکم ہے۔ قانون میں مناسک دین ادا نہ کرنے کا حکم ہے۔

دین کے بارے میں حکومتوں کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ملکی قانون پر عمل کرنا اور ملک سے وفا کا عہد ہے جسے ہر احمدی کو پورا کرنا چاہیے۔ بہرحال ہر بات جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے والی اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے والی ہے وہ تقویٰ ہے اور تقویٰ پر عمل کرنا ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقصد نرم دلی پیدا کرنا فرمایا ہے، اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں آکر اس بارہ میں اپنی اصلاح نہیں کی تو پھر یہاں آنا بے مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری انہیں دی ہے جن کے بارے میں فرمایا: وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135) کہ یہ لوگ غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ پس غصہ دبانا اور معاف کرنا

ایک بہت بڑا وصف ہے۔

وہ لوگ جن کے دلوں میں رنجشیں ہیں اور ایک دوسرے کی باتوں سے وہ دل غصہ سے بھرے ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ اس ماحول میں آ کر اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق دلوں میں نرمی اور عاجزی پیدا کریں۔

صلح کی بنیاد ڈالیں اور اس ماحول کو بھی اور بعد میں اپنی زندگیوں میں جہاں بھی وہ جائیں، جہاں بھی وہ رہیں اس ماحول کو بھی وہ ماحول بنائیں جو اسلامی معاشرے کا حقیقی نمونہ ہے۔ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔ معاف کرنے کا خلق اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی خواہش نہ رکھتا ہو۔

پس جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے کسی بھی قسم کی رنجشیں ہیں وہ ان دنوں کو معافی کے دن بنا کر رنجشوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور سچے دل سے ایک دوسرے کو معاف کر کے سب کدورتیں دُور کریں۔ تب ہی ایک خوبصورت اسلامی معاشرے کو ہم قائم کر سکتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ صرف رنجشیں دُور کرنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ اس سے بھی آگے قدم بڑھاؤ اور احسان کا سلوک کرو۔ جب احسان کا سلوک ہوگا تو دوسرے کے دل میں بھی شرمندگی کے ساتھ حقیقی معافی کا خیال پیدا ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت پیدا کرنے کے لیے ایک علاج ایک دوسرے کو تحفے دینے کا بھی بتایا ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 4 صفحہ 219 حدیث 5775 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پس اسے بھی استعمال کرنا چاہیے۔ غیر لوگ جو احمدی نہیں ہیں ہم سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور اکثر دفعہ کہتے ہیں کہ ہم میں یعنی جماعت احمدیہ کے افراد میں ایک بھائی چارہ ہے اور ڈسپلن ہے۔ اس اثر کو ہر احمدی کو حقیقی زندگی میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صرف یہ دکھاوا دوسروں کے سامنے نہ ہو بلکہ حقیقت میں ہماری زندگیوں کا یہ حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جب ہم غصہ کا گھونٹ پی لیتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا اتنا بڑا اجر ہے کہ کسی اَور چیز کا نہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من کظم غیظاً حدیث 4777)

پس یہ ہے وہ معیار کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے اپنی ذاتی رنجشوں کو دُور کرنا ہے پھر وہ ثواب ملے گا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو کر اس کے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ پھر خوش قسمت ہیں وہ جو اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے ورنہ دلوں کی سختی آہستہ آہستہ نرم دلی کو بالکل ختم کر دیتی ہے اور وہ نمونہ ہم قائم نہیں کر سکتے جس کے قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس خلق کے معیار بڑھانے کی اس جلسہ میں کوشش کرو تبھی تم اس کے مقصد کو پورا کرنے والے بنو گے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ پر آنے کا ایک مقصد آپس میں محبت و مواخات کا پیدا ہونا بتایا ہے۔

مومنوں کی یہ خوبی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) کہ آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ جب ہر ایک اس کا اظہار کر رہا ہوگا تو لازمی نتیجہ نکلے گا کہ محبت اور پیار بڑھے گا۔ بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی اور انتظامیہ کے سامنے بھی جو جھگڑے پیش ہوتے ہیں وہ اگر ختم نہیں ہوتے تو نہ ہونے کے برابر رہ جائیں گے اور یہ معاشرہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی تعلیم کی روشنی میں قائم کرنے آئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فی فضل الحب فی اللہ حدیث 6548)

کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو اس ارشاد پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وارث بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سائے کے نیچے آتے ہیں۔ پھر جس بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے وہ ہے عاجزی کا خُلق۔

اس خُلق کا اظہار بھی اس وقت ہوتا ہے جب لوگوں سے واسطہ ہو۔ کہنے کو تو بہت لوگ ملتے ہیں عاجزی کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب اپنے مفاد سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو عاجزی پیچھے رہ جاتی ہے اور بڑائی اور تکبّر سامنے آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو عباد الرحمٰن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ عاجز ہوتے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (الفرقان:64) اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ پس مومن ہر حالت میں عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر ایسی جگہ جہاں جذبات کو انگیخت کیا جائے، جہاں بڑائی بیان کر کے مقابلے کی صورت پیدا کی جائے وہاں عاجز لوگ سلام کر کے اٹھ جاتے ہیں۔ تکبّر دکھانے والے کو اللہ تعالیٰ نے جاہل ٹھہرایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک مقابلے سے انکار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا:

”تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔“ (تذکرہ صفحہ 595۔ ایڈیشن چہارم)

پس یہ وہ معیار ہے جسے ہمیں بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کرنی چاہیے اور معاشرے میں نیک نمونہ قائم کر کے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ کوشش ہو کہ حکمت اور نرمی سے اصلاح کی جائے۔ یہ تکبر اور بڑائی کے اظہار ہیں جو جھگڑوں کو بڑھاتے ہیں۔ پس تم رحمان خدا کے بندے بن کر اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو جذب کرنے والے بنانے کی کوشش کرو اور یہ چیز معاشرے میں امن و سلامتی کی بنیاد ہے۔ معاشرے میں ہر طرح کے سکون تکبر کی وجہ سے، جھوٹی اناؤں کی وجہ سے برباد ہوتے ہیں۔ آج دنیا جس فساد میں مبتلا ہے، ملک ملک پر چڑھائی کر رہے ہیں اس کی وجہ اپنی بڑائی اور برتری ثابت کرنا ہی ہے۔ جب تکبر پیدا ہوتا ہے تو پھر دوسرے کے حق مارنے میں بھی یہ لوگ بڑھتے ہیں۔ یہی آجکل ان بڑی طاقتوں کا حال ہے اور یہی چیز دنیا کو عالمی جنگ کی طرف لے جا رہی ہے۔

پس ان دنوں میں جہاں یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں یعنی عاجزی کی اور تکبر سے بچنے کی وہاں دنیا کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور اپنی انا کی خاطر دنیا کو تباہ نہ کریں۔ انسان کی حیثیت کچھ نہیں لیکن سمجھتا ہے کہ میرے پاس تھوڑی سی جو طاقت آگئی ہے تو میں سب کچھ بن گیا ہوں اور دوسرے کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ ہمیں عاجزی کی تلقین کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

”بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں“

(نصرۃ الحق، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

پس اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو پھر عاجزی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ تکبّر دنیا داروں کا شیوہ ہے اور ہم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت اللہ تعالیٰ کا قُرب پانے کے لیے کی ہے۔ پس اس اہم بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

پھر سچائی کی اور راستی کی تعلیم ہے۔ اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ حقیقی مومن اور احمدی مسلمان کا خاصہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جس قدر راستی کے التزام کے لیے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عُشر عشیر بھی تاکید ہو۔“ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402)

پس ایک مومن کا شیوہ راستبازی ہے۔ جھوٹ اور دھوکا دہی سے مفاد حاصل کرنا دنیا دار کا کام ہے۔ پس ہمیں جائزہ لینا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہیں؟ اگر ہم یہ معیار حاصل کر لیں تو ہمارے گھروں کے مسائل بھی ختم ہو جائیں اور معاشرے کی لڑائیوں کے مسائل بھی حل ہو جائیں۔ رشتوں میں دراڑیں بھی سچائی میں کمی کی وجہ سے ہی پڑتی ہیں۔ پس اس بات پر ہر ایک کو بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو اور دینی مہمات کے لیے ایک جوش اور سرگرمی دکھاؤ۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اگر پہلے بیان کیے گئے اوصاف انسان میں پیدا ہو جائیں تو دین تو خود بخود دنیا پر مقدّم ہو جاتا ہے اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ پھر ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے والے بن سکتے ہیں۔ پھر ہی ہم خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر سکتے ہیں ورنہ ہمارے قول اور فعل کا تضاد ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دے گا۔ ہم نام کے بیعت کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔ ہمارے عمل اس کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے۔

پس ہم نے اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو ہمیں اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ بندے کو خدا تعالیٰ کی پہچان کروانے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانے کے لیے ہر احمدی کو اپنی تمام تر استعدادیں اور صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے ایک نئے عزم کے ساتھ دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جہاں اپنے لیے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی وہاں دنیا کی اصلاح کے لیے بھی دعائیں کرنی ہوں گی۔ جب ہمارے مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں کی دعائیں ایک درد کے ساتھ عرش تک جائیں گی تب ہی ہم دنیا میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے، تب ہی ہم دشمن کے مخالفانہ حملوں اور گھٹیا حملوں سے بچ سکیں گے۔ تب ہی ہم فتوحات کے نظارے دیکھیں گے۔ پس یہ بہت بڑا کام ہے جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ اگر ہم خود ہی زُہد و تقویٰ سے دُور ہیں، اگر ہمارے اندر اعلیٰ اخلاق نہیں ہیں، اگر ہم میں وہ درد پیدا نہیں ہو رہا جس سے ہم تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں تو پھر ہم اپنے عہد بیعت کو بھی ادا نہیں کر رہے اور اس کا حق ادا نہیں کر رہے۔

پس اس جلسہ میں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے جو ہمیں ان مقاصد کے حاصل کرنے والا بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ جلسہ ایک معصیت اور طریقہ ضلالت ہے اور بدعت شنیعہ ہے۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

بڑے سخت الفاظ میں آپؑ نے تنبیہ فرمائی۔ پس اپنی عملی حالتوں کی بہتری کے لیے بہت دعا اور کوشش کی ضرورت ہے ورنہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جلسہ فائدہ مند نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے۔ پس کتنے سخت الفاظ ہیں

یہ۔اور فرمایا یہ جلسہ ایک بدعت ہے۔ پہلے تھوڑی بدعات ہیں جو دنیا میں رائج ہو چکی ہیں جو ایک اَور کا اضافہ کر دیا جائے جلسہ کی صورت میں۔

پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس جلسہ کو ہم برکات کا ذریعہ بنائیں نہ کہ گمراہی کا، نہ کہ بدعات کو پھیلانے کا، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا۔ اسے دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بنائیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ اور یہ عہد کریں اور اس کے لیے ان دنوں میں دعائیں بھی کریں کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ کر دیں۔ شیطان اور شیطان کے چیلوں کا خاتمہ نہ کر دیں۔ دنیا کو گمراہی سے نہ نکال دیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے لیکن ہماری نیت اگر نیک ہے، ہم نے اپنی حالتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے کام میں برکت عطا فرمائے گا۔ پس دنیا کے ہر کونے میں بیٹھے ہوئے ہر احمدی کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ اس کے حصول کے لیے ہم نے اپنے وسائل کے مطابق کوششیں کرنی ہیں اور اس کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص تضرّع اور زاری کرنی ہے۔

ان دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نیک مقاصد کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے اور ہم حقیقی معنوں میں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا اظہار کرنے والے بن جائیں اور دنیا کے لیے ایک نمونہ بن جائیں۔

ان دنوں میں مظلوم فلسطینیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی جلد آسانیاں پیدا فرمائے۔ پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہیں جلسوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کے لیے بھی آزادی اور آسانی کے سامان پیدا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ (بشکریہ الفضل 14 ستمبر 2024ء)

✡✡✡✡

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 15

آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی الامۃ : شمشاد اختر گواہ : انور دین

مسل نمبر 12018: میں منجو دین ولد مکرم پیرو دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ جماعتی ڈرائیور تاریخ پیدائش 18 اپریل 1991 تاریخ بیعت 2000 ساکن جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل گھناری ضلع اونہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,756 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شوکت علی العبد : منجو دین گواہ : انور دین

مسل نمبر 12019: میں راجو ولد مکرم پیرو دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش 6 مئی 1984 تاریخ بیعت 2000 ساکن: جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل گھناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شوکت علی العبد : راجو گواہ : انور دین

مسل نمبر 12020: میں احمد اسماعیل ولد مکرم عالم الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 25 اکتوبر 2005 پیدائشی احمدی ساکن: جماعت بھیرہ ستوتھر تحصیل امب ضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 7 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شوکت علی العبد : احمد اسماعیل گواہ : محمد رفیع

مسل نمبر 12021: میں فائزہ بنت مکرم محمد رفیع صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 25 جون 2003 پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ برنوہ تحصیل وضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 6 اگست 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی الامۃ : فائزہ گواہ : انور الدین

مسل نمبر 12022: میں زلیخہ زوجہ مکرم کاکو دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 17 اگست 1986 تاریخ بیعت 1995 ساکن وارڈ نمبر 6، وی پی او کانگڑہ، تحصیل برولی ضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ماتھے کا ٹیکہ 5 گرام، گلے کا منگل سوتر 5 گرام، ناک کی نتھ 3 گرام۔ حق مہر -/50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : عالم الدین خان الامۃ : زلیخہ گواہ : عمر عبد القدیر

مسل نمبر 12023: میں کاکو ولد مکرم دین محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ حجام تاریخ پیدائش: 2 مئی 1986 تاریخ بیعت 2013 ساکن: کانگڑا تحصیل ہرولی ضلع اونہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین ڈیڑھ کنال، پختہ مکان ایک عدد۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی العبد : کاکو گواہ : انور دین

مسل نمبر 12024: میں شیخ اماں جی زوجہ مکرم شیخ میرا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال تاریخ بیعت 2009 ساکن: Madhurinada ضلع وشاکھا پٹنم صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 تولہ 18 کیریٹ، مبلغ -/10,000 روپے حق مہر مقرر پایا تھا جو ادا ہو چکا ہے، خاکسار کے پاس 1BHK فلیٹ موجود ہے اور اس کا سروے نمبر 2 ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طارق محمود الامۃ : شیخ اماں جی گواہ : شیخ ستار

مسل نمبر 12026: میں خلود طاہر منیر ولد مکرم منیر احمد طاہر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن: مڈلٹن روڈ یوکے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 23 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 60 پاؤنڈ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منور احمد العبد : خلود طاہر منیر گواہ : راجا عبد الحمید

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 24-31 - October - 2024 Issue. 43-44

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

مَیں خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے

مسجد فضل لندن کی سنگ بنیاد پر 100 سال پورے ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 2024ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کل یوکے جماعت مسجد فضل کے سو سال مکمل ہونے پر ایک تقریب منعقد کر رہی ہے جس میں غیر مہمان ہمسائے وغیرہ بھی مدعو کئے گئے ہیں۔ مسجد فضل کی ایک تاریخی حیثیت ہے اس لحاظ سے کہ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو عیسائیت کے گڑھ میں بنائی گئی تھی اور پھر یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور تبلیغ لوگوں میں وسیع پیمانے پر شروع ہوئی۔ آج ہمیں ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس خود کاشتہ پودے کے ذریعہ سے ان لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کی جا رہی ہے لیکن اعتراض کرنے والوں کو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس طرح تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ بیشک آج انگلستان میں بھی لندن میں بھی اور مغربی ممالک میں بھی مسلمانوں کی بہت ساری مساجد ہیں لیکن لندن میں پہلی مسجد ہونے کا اعزاز مسجد فضل کو ہی حاصل ہے۔ حضور انور نے فرمایا: آج مسجد فضل کے حوالے سے ہی میں کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: جو تقریب مسجد کو سو سال پورے ہونے پر ہم منعقد کر رہے ہیں اس کا فائدہ تب ہوگا جب ہم مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں گے جو کہ اس کی آبادی کا حق ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کا حق ہے اپنی نسلوں کو مسجد سے جوڑنے کا حق ہے۔ ہم نے اسلامی حقوق پورے کرنے ہیں۔ پس اسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ایک فنکشن کر کے یا چراغاں کر کے خوش نہ ہو جائیں بلکہ اس مسجد کے حق کو پورا کریں اس کی تاریخ کو دیکھیں اور اس تاریخ پر غور کریں پھر اپنی حالتوں پر غور کریں۔ اس حوالے سے بنیادی بات جو پہلے میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی بنیاد ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغرب جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

پھر آپؑ کی ایک اور پیشگوئی ہے آپؑ فرماتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے ...... اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد، خواہش اور دعا اور خوشخبری اور یہ ہے وہ کام جس کو جاری رکھنے کے لئے آج جماعت احمدیہ، انگلستان میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا رہی ہے اور مسجد فضل کی ابتدا بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے ہوئی تھی۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کر یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور اس کے بعد پھر ایک درجن سے زائد لوگ احمدی مسلمان ہوئے۔ چوہدری صاحب کی تبلیغ زیادہ تر لیکچروں کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ 1920ء میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ زمین خریدیں جہاں مسجد بنائی جائے اور ایک باقاعدہ مشن ہاؤس بنا کے وہاں کام شروع کیا جائے جس کے لئے پھر کوشش ہوئی اور دو ہزار دو سو پاؤنڈ سے اوپر کی رقم سے پٹنی کے علاقے میں یہ جگہ خریدی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو جب یہ اطلاع ملی اس وقت آپ ڈلہوزی میں تھے۔ آپ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا مسجد فضل کے نام سے اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی تاکہ مسجد کی تعمیر کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہو سکے۔

پہلے دن 6 جنوری 1920ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں لوگوں کو تحریک کی تو پہلے ہی دن چھ ہزار چندہ ہوگیا۔ دوسرے دن مستورات میں تحریک فرمائی پھر اِسی دن عصر کے وقت مردوں میں مسجد اقصیٰ میں تحریک ہوئی اور 9 جنوری 1920ء کو جمعہ کے دن حضور نے خطبہ میں اس کا عام اعلان کیا۔ اور دس بارہ جنوری تک صرف قادیان کا چندہ ہی بارہ ہزار تک پہنچ گیا اور قادیان کے لوگوں نے بڑی قربانی کر کے چندہ اکٹھا کیا۔ حضور نے فرمایا کہ:

اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائیدِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کا جوش وخروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ سب مرد عورتیں نشہ سے چور ہو کر قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر چندے دے رہے تھے۔ مسجد کی تعمیر اور سنگ بنیاد کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے یہاں آنے سے آغاز ہوا۔

19 اکتوبر 1924ء اتوار کے دن اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ چھوٹی مارکی لگائی گئی تاکہ مارکی میں بیٹھ کے لوگ پروگرام سن سکیں اور دیکھ سکیں۔ مختلف لوگوں کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے تھے۔ پارلیمنٹ کے ممبران تھے لیڈر تھے سیاستدان تھے ڈپلومیٹس تھے۔ مختلف قسم کے لوگ شامل تھے۔ خیال تھا کہ بہت کم لوگ آئیں گے لیکن پھر بھی بڑی تعداد میں مہمان آ گئے۔ مختلف ملکوں کے نمائندے شامل ہوئے اور یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب ہوئی۔ اس تقریب کے وقت جہاں سنگ بنیاد نصب کرنا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کھڑے ہوئے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب نے سورۃ الّیل اور سورۃ الاعلیٰ دو سورتوں کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ:

آج ہم ایک ایسے کام کے لئے جمع ہوئے ہیں جو اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے یعنی ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے جو محض اس ہستی کو یاد کرنے اور اس کے حضور میں اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے جو سب دنیا کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں اور کسی حکومت کے ماتحت بستے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں وہاں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ پس جس عمارت کی بنیاد رکھنے کے لئے ہم لوگ آج جمع ہوئے ہیں وہ اتحاد اور اتفاق کا ایک نشان ہے اور اپنے وجود سے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ ہمارا مبدا اور مرجع ایک ہے۔ پس ہمیں آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنا اور فساد کرنا نہیں چاہئے۔ اختلاف کا ہونا کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن جو چیز بری ہے وہ عدم برداشت ہے۔

آپ نے فرمایا اسلام نے مسجد کا نام بیت اللہ رکھا ہے یعنی ایسا گھر جس میں انسان کا حق نہیں کہ وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے اس سے کسی کو نکال سکے یا کسی کو تکلیف دے سکے کیونکہ یہ اس کا گھر نہیں بلکہ خدا کا گھر ہے۔

آپؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ یمن کے مسیحیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپ سے باتیں کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا اور انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ باہر جا کر نماز پڑھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باہر جا کر نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری مسجد میں نماز پڑھ لو۔ قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ اسلامی مساجد کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہے اور اسلامی مساجد مختلف مذاہب کے لوگوں کو متحد کرنے کا نقطہ مرکزی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک تختی بھی نصب کی تھی جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج بیس ربیع الاول 1343ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز اور نائب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

آخر یہ مسجد تعمیر ہوئی اور دو سال کے بعد 1926ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کا افتتاح کیا اور انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں بتایا کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن باوجود اس کے ہم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں اختلافات سے بالا ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ تھی مختصر تاریخ جو مسجد فضل کی تھی اور یہی اس مسجد کے بنانے کی وجہ تھی کہ مغرب میں اشاعت اسلام ہو۔ پس آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنے ماحول میں بھی اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ حقیقی زندگی اور ہماری بقاء اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں تبھی ہم دنیا کو امن اور صلح اور آشتی کے ساتھ کامیابی سے چلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ اس مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور ہر مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔ دنیا میں اسلام اور خدائے واحد کی حکومت قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad